دو باتیں

السلام علیکم!

مقتول بھائی.... اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک بالکل نئے انداز کا ناول ہے.... گو تفتیش کے لحاظ سے تو یہ آپ کے لئے نیا نہیں لگے گا.... لیکن جس انداز میں ناول پیش کیا گیا.... وہ انداز آپ کو بالکل نیا لگے گا.... بلکہ آپ جوش میں بھر جائیں گے اور جلد از جلد ناول کو پڑھ ڈالنے پر تل جائیں گے.... کیونکہ یہ جاننے کے لئے آپ پر بے چینی کا بھوت سوار ہو جائے گا.... کہ آپ کے کردار غیر ملکی کرداروں کے مقابلے میں جیتتے ہیں یا ہارتے ہیں.... غیر ملکی جاسوس تو مکمل طور پر ہرانے کا پروگرام بنا کر آئے تھے اور ہرانے پر خار کھائے بیٹھے تھے.... ان حالات میں آپ کے کرداروں پر کیا گزری.... انسپکٹر جمشید ہاری ہوئی بازی جیتنے میں کامیاب ہوئے یا نہیں.... مارے سپنس کے آپ کا برا

حال ہو جائے گا.... جب کہ میری خواہش یہ ہوتی ہے کہ آپ کا برا حال نہ ہو.... اچھا حال ہو.... خیر دیکھتے ہیں.... آپ کا برا حال ہوتا ہے یا میرا۔

والسلام

اشتیاق احمد

بلاٹا

ابھی انہوں نے چائے کے کپ اٹھائے ہی تھے کہ دروازے کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ارے باپ رے! یہ انداز تو آئی جی صاحب کا ہے"۔ محمود نے گڑبڑا کر کہا۔

"دروازہ کھولتے ہی وہ تمہیں کھا تو نہیں جائیں گے"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"تم لوگ تو باتوں میں الجھتے نظر آتے ہو.... یوں بھی ان کے لیے دروازہ مجھے ہی کھولنا چاہیے"۔ انسپکٹر جمشید یہ کہ کر ایک جھٹکے سے اٹھے اور دروازے پر پہنچ گئے۔

"لیکن ہم بھی تو یہاں بیٹھے نہیں رہ سکتے"۔ فرزانہ نے کہا اور دوڑ لگا گئی۔

"اب ہمارا بیٹھے رہنا زیادہ برا ہے"۔ فاروق نے کہا اور وہ بھی تیر کی طرح دروازے پر پہنچ گیا۔

"دھت تیرے کی"۔ محمود نے جھلا کر کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

اس وقت تک انسپکٹر جمشید دروازہ کھول چکے تھے.... اور کھولنے کے ساتھ ہی وہ یہ الفاظ کہہ چکے تھے:

"السلام علیکم سر.... خیریت تو ہے.... آپ مجھے بلا لیتے.... ارے.... مم.... آپ"۔

"جی.... یہ آپ نے کیا کہا.... ارے مم.... آپ"۔ فرزانہ کے منہ سے نکلا۔

ساتھ ہی وہ جان گئے کہ ان کے منہ سے یہ ارے مم.... آپ.... کیوں نکلا تھا.... دروازے پر آئی جی صاحب نہیں تھے.... بلکہ ایک غیر ملکی نوجوان آدمی کھڑا بھرپور انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"اس سے پہلے کہ ہم کوئی بات کریں.... مہربانی فرما کر گھنٹی ایک بار پھر بجائیں ذرا"۔

"ضرور.... کیوں نہیں"۔ اس نے ہنس کر کہا اور گھنٹی بجا دی.... انداز بالکل آئی جی شیخ نثار احمد صاحب کا تھا.... اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتے.... نوجوان کے ہونٹ ہلے۔

"گھنٹی بجانے کا انداز آپ کے آفیسر آئی جی صاحب کا ہے نا"۔ یہ کہتے وقت اس نے اپنے کندھے زور سے اچکائے۔

"ہاں جناب! اس میں شک نہیں کہ آپ بالکل ان کے انداز میں گھنٹی بجا لیتے ہیں"۔ انسپکٹر جمشید فوراً بولے۔

"مجھے انہوں نے ہی آپ کے پاس بھیجا ہے"۔ اس نے کہا۔

"اوہو اچھا.... تب تو پھر آیئے.... بیٹھ کر بات کرتے ہیں.... محمود چائے کی ٹرے ڈرائنگ روم میں ہی لے آؤ"۔

"میں چائے نہیں پیوں گا"۔

"تو کچھ اور منگوا لیتے ہیں"۔

"جی نہیں.... میں صرف صبح کے وقت چائے پیتا ہوں.... پھر تمام دن چائے کو ہاتھ نہیں لگاتا.... مجھے خشکی کرتی ہے"۔ اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں"۔ کوئی اور چیز"۔

"جی نہیں.... کوئی اور چیز بھی نہیں.... اب جب تک میرا کھانے کا وقت نہیں ہو جاتا.... اس وقت تک میں کچھ نہیں کھاؤں گا.... یہ میرا بہت سخت اصول ہے اور مہربانی فرما کر مجھے اپنے اصول کو توڑنے پر مجبور نہ کریں"۔

"ٹھیک ہے.... آپ آئیں.... ہم بھی چائے بعد میں پی لیں گے بھئی.... رہنے دو"۔

"نہیں نہیں.... آپ کیوں اپنی چائے ٹھنڈی کرتے ہیں"۔

"چائے کا کیا ہے.... اس کا تو کام ہی ٹھنڈا ہونا ہے.... آپ آئیں"۔

وہ انہیں ڈرائنگ روم میں لے آئے.... بیٹھنے کے بعد انسپکٹر جمشید بولے۔

"فرمائیے.... آپ کون ہیں اور مجھ سے کیوں ملنے کے لیے آئے ہیں.... بلکہ سب سے پہلی بات یہ کہ آپ کو آئی جی صاحب کا گھنٹی بجانے کا انداز کیوں کر آتا ہے؟"

"آپ میں سے کوئی دروازے پر جا کر گھنٹی بجائے ذرا"۔

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"کوئی گھنٹی تو بجائے پہلے"۔ اس نے منہ بنایا۔

"جاؤ محمود"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

محمود باہر گیا اور اپنے انداز میں گھنٹی بجا دی.... پھر اندر داخل ہوا، اسی وقت اس نے اپنی والدہ کی حیرت میں ڈوبی آواز سنی۔

"محمود.... دروازہ کھول دو.... محمود ہی ہے دروازے پر"۔

وہ مسکرا دیے.... محمود نے بلند آواز میں کہا۔

"یہ گھنٹی میں نے ہی بجائی تھی امی جان"۔

"لیکن کیوں؟"

"ہمارے مہمان ہمیں کچھ دکھانا چاہتے ہیں"۔

"گھنٹی بجوا کر.... ایسے کام تو مم.... مدار...." وہ کہتے کہتے رک گئیں۔

"کوئی بات نہیں.... آپ کہہ دیں.... ایسے کام تو کوئی مداری دکھایا کرتا ہے"۔ نوجوان ہنسا۔

"ہاں! یہی بات ہے"۔ بیگم جمشید نے بھی شرمندہ ہوئے بغیر

کہا۔

"اب میں گھنٹی بجاتا ہوں"۔

"لیکن اس طرح آپ کو زحمت ہوگی"۔

"کوئی بات نہیں.... بس آپ گھنٹی کی آواز سن لیں"۔

"اب وہ دروازے پر گیا اور محمود کے انداز میں گھنٹی بجا دی۔

"ہائیں محمود.... تم نے اپنے آپ کے لیے اب تک دروازہ نہیں کھولا"۔ بیگم جمشید باورچی خانے سے بولیں۔

"دروازہ کھولا جا چکا ہے امی جان.... آپ فکر نہ کریں"۔

"اوہ اچھا"۔

"کمال ہے.... انداز میں بال برابر بھی فرق نہیں"۔

"اب میں اپنے انداز میں گھنٹی بجاؤں گا.... آپ میں سے کوئی ہو بہو اس انداز میں بجا کر دکھائے"۔

"آپ کس چکر میں پڑ گئے.... ملاقات کی غرض بتائیے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا حرج ہے.... ذرا مزا رہے گا"۔ اس نے کہا اور کمرے سے نکل گیا.... پھر اس نے گھنٹی بجائی.... بیگم جمشید چونک اٹھیں۔

"اوہو.... اب کون آ گیا.... کیا آج رات تک دروازے کی گھنٹی ہی بجتی رہے گی"۔

اتنے میں اجنبی ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

"آپ نے میرا انداز نوٹ کیا"۔

"جی ہاں بالکل کیا.... محمود.... جاؤ.... ان کے انداز میں گھنٹی بجاؤ"۔

"جی بہتر"۔ اس نے کہا اور دروازے پر پہنچ گیا.... جونہی اس نے گھنٹی بجائی.... بیگم جمشید حیران ہو کر بولیں۔

"محمود.... تمہیں کیا ہو گیا ہے.... دروازے پر جا کر دیکھتے کیوں نہیں"۔

"دیکھ چکا ہوں امی جان"۔ اس نے ہانک لگائی۔

"اوہ اچھا"۔ انہوں نے کہا۔

محمود ڈرائنگ روم میں داخل ہوا

"فیصلہ آپ کریں گے انسپکٹر صاحب"۔

"محمود پچھتر فیصد نقل کرنے میں کامیاب ہوا ہے"۔ انہوں نے کہا۔

"بے شک.... میں مانتا ہوں.... لیکن میں سو فیصد کامیاب رہا تھا"۔

"اچھا خیر.... اب میں آپ کے انداز میں گھنٹی بجاتا ہوں"۔ انہوں نے مسکرا کر کہا اور اٹھ کھڑا ہوئے۔

انسپکٹر جمشید دروازے پر گئے اور گھنٹی بجا دی۔

"اوہو.... آخر آج ہو کیا رہا ہے.... محمود تم نے تو کہا تھا کہ تم

نے دروازہ کھول دیا ہے"۔

"امی جان! آج ہمارے گھر گھنٹی بجانے کی ریہرسل ہو رہی ہے"۔

"کک.... کیا مطلب.... کیا یہاں کوئی فلم بننے والی ہے.... یا ڈراما بنایا جائے گا"۔

"اوہ نہیں.... آپ غلط سمجھیں.... ہم آپ کو بعد میں بتائیں گے"۔

"اچھی بات ہے"۔

انسپکٹر جمشید ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو اجنبی کے چہرے پر حیرت تھی۔

"اس میں شک نہیں کہ آپ ننانوے فیصد کامیاب رہے ہیں"۔ اس نے کہا اور میز پر ناخن کھرچنے لگا۔

"ایک فیصد آپ نے بلاوجہ کاٹ دیا میرا.... ورنہ میں نے تو اپنے خیال میں سو فیصد آپ کے انداز میں گھنٹی بجائی ہے"۔

"خیر خیر.... میں مانے لیتا ہوں"۔

"اب آپ فرمائیں.... آپ کو آئی جی صاحب نے کس لیے بھیجا ہے؟"

"یہ درخواست ان سے میں نے ہی کی تھی"۔

"کیا مطلب؟"

"میں آپ کے ساتھ شامل ہو کر کوئی کیس حل کرنا چاہتا ہوں.... مجھے سراغ رسانی کا بہت شوق ہے"۔ اس نے جلدی جلدی کہا۔

"حیرت ہے.... آپ اردو بہت روانی سے بول رہے ہیں.... بالکل مقامی لوگوں کی طرح"۔

"اگر میں گھنٹی بالکل مقامی انداز میں بجا سکتا ہوں تو اردو کیوں نہیں بول سکتا"۔ وہ مسکرایا۔

"اوہو اچھا"۔ ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ سے چھپاؤں گا نہیں.... میرا تعلق انشارجہ کے محکمہ سراغرسانی سے ہے.... اور میرے محکمہ کے تمام آفیسرز کا خیال ہے کہ محکمے میں میری ٹکر کا کوئی سراغ رساں نہیں.... میں جرم کی بو کو فوراً سونگھ لیتا ہوں اور مجرم تک اس قدر جلد پہنچتا ہوں کہ وہ ابھی اس بارے میں سوچ بھی نہیں پاتا کہ کوئی اس تک بھی پہنچ سکتا ہے"۔

"بہت خوب.... یہ جان کر خوشی ہوئی.... لیکن پھر آپ میرے ہاں کیوں آئے ہیں.... جب کہ آپ اس قدر تیز رفتار سراغ رساں ہیں"۔

"سچ بات یہ ہے کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں.... کہ آپ زیادہ ماہر سراغ رساں ہیں یا میں"۔

"میں نے تو کبھی مہارت کا دعویٰ نہیں کیا.... ہم لوگ تو بس

اپنے اللہ کو مددگار مانتے ہوئے کام شروع کر دیتے ہیں.... آگے کیا ہوتا ہے.... یہ ہمیں معلوم نہیں ہوتا"۔

"اس کے باوجود.... آپ کا ایک طریقہ ہے کام کرنے کا.... میرا ایک طریقہ ہے کام کرنے کا.... میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ہم میں سے کون زیادہ بہتر ہے.... ایک بات اور بتاؤں"۔

"جی ضرور.... فرمائیے"۔ وہ بولے۔

"کل کو اخبارات میں یہ خبر نمایاں طور پر شائع ہو گی"۔

"کک.... کون سی خبر؟"

"میرے اور آپ کے مقابلے کی"۔

"کیا.... نہیں"۔ وہ دھک سے رہ گئے۔

"میں نے یہ تمام باتیں آئی جی صاحب سے طے کی ہیں.... انہوں نے میری یہ شرط مان لی ہے کہ اخبارات میں پہلے ہی یہ خبریں آ جائیں گی"۔

"اف! یہ تو اچھا نہیں ہے"۔ وہ بولے.... پھر تیزی سے آئی جی صاحب کے نمبر ملائے۔

"آپ آئی جی صاحب کو فون کرنا چاہتے ہیں.... ضرور کریں.... لیکن وہ کچھ نہیں کر سکیں گے.... آپ اخبارات میں اس خبر کو آنے سے روک نہیں سکیں گے.... اگر مقامی اخبارات میں رکوا بھی لیں گے تو کیا ہے.... غیر ملکی اخبارات میں کیسے رکوائیں گے.... یہ خبر تو پوری دنیا

کے اخبارات میں کل لوگ پڑھیں گے"۔

"کیا!!!" وہ چلائے۔

"یہی نہیں..... آج رات کو دنیا بھر کے ٹی وی اسٹیشن بھی یہ اعلان کریں گے"۔

"نن ..... نہیں..... نہیں"۔ وہ خوف زدہ انداز میں بولے۔

"لیکن اس میں خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے"۔ وہ ہنسا۔

"ہم اس قسم کی شہرت کے قائل نہیں"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہ بات نہیں انسپکٹر صاحب"۔ اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"تب پھر کیا بات ہے؟" انہوں نے منہ بنایا۔

"آپ اپنی شکست کی وجہ سے خوف زدہ ہو گئے ہیں..... کیونکہ آپ کی شکست پوری دنیا میں گونجے گی"۔

"آپ نے پہلے ہی اندازہ لگا لیا کہ شکست مجھے ہو گی"۔ ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں بالکل"۔ وہ مسکرایا۔

"اچھا یہ بتائیں..... آپ اکیلے کام کریں گے..... یا آپ کے ساتھ آپ کے کچھ ماتحت بھی ہوں گے"۔

"میرے ساتھ میرے تین بچے ہوں گے..... دو لڑکے ایک لڑکی"۔ وہ ہنسا۔

"اوہ..... اوہ"۔ ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"اور وہ کہاں ہیں؟" محمود بولا۔

"بس پہنچنے ہی والے ہیں"۔

"لیکن آپ نے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"اوہ ہاں! مجھے کیپٹن بلاٹا کہتے ہیں"۔

"کیا!!!"

انسپکٹر جمشید بہت زور سے اچھلے' ساتھ ہی ان کے دروازے کی گھنٹی بجی۔

☆○☆

چار + چار

گھنٹی کی آواز نے انہیں چونکا دیا۔

"یہ.... اب.... کون آگیا؟" انہوں نے بیگم جمشید کی کپکپاتی آواز سنی۔

"کیا یہ آپ کے بچے آئے ہیں مسٹر کیپٹن بلاٹا"۔

"ہاں بالکل.... میں نے کہا تھا نا کہ آنے ہی والے ہیں.... آپ میں سے کوئی جائے اور انہیں لے آئے"۔

"میں لے آتا ہوں"۔ محمود نے کہا۔

"ٹھیک ہے محمود"۔ انسپکٹر جمشید پرسکون آواز میں بولے۔

محمود دروازے پر پہنچا.... جونہی اس نے دروازہ کھولا' ان کی عمر کے تین بچوں نے ایک ساتھ کہا۔

"گڈ ایوننگ.... ہمارے پاپا اندر ہوں گے.... ہمیں ان تک پہنچا دیں"۔

"آیئے"۔ وہ بولا اور انہیں اندر لے آیا.... ان میں لڑکے بڑے تھے اور لڑکی چھوٹی.... گویا بالکل ان جیسا گروپ تھا.... تینوں کے چہروں

پر بھرپور مسکراہٹیں تھیں۔

"یہ لاری ہے' یہ ناری اور اس کا نام ٹینا"۔ کیپٹن بلاٹا نے تعارف کرایا۔

"ان کے ناموں سے تو آپ واقف ہی ہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے ان تینوں کی طرف مسکرا کر دیکھا۔

"بہت اچھی طرح"۔ تینوں ایک ساتھ بولے۔

"یہ ٹرے لے لو محمود"۔ باہر سے بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔

چائے پی گئی.... اس کے بعد انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ہاں! اب فرمائیں.... آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"بتا تو چکا ہوں.... مقابلہ"۔ بلاٹا ہنسا۔

"لیکن.... یہ کیسے ہو گا اور آپ کو کیا ضرورت تھی اخبارات اور ٹی وی کے ذریعے اس معاملے کو مشہور کرنے کی"۔

"ہمارے ہم وطن ہمیں طعنے دیتے رہتے تھے.... آپ لوگوں کے نام لے لے کر.... آخر ہم نے مقابلے کا فیصلہ کر لیا اور انہیں اپنے ارادے سے باخبر کر دیا"۔

"ٹھیک ہے.... ہمیں بھی اب یہ چیلنج منظور ہے.... لیکن طریقہ کار کیا ہو گا"۔

"کوئی کیس شروع ہونے دیں.... ہم دونوں فریق بیک وقت موقع واردات پر پہنچیں گے اور تفتیش کریں گے.... موقعے پر ہی جس

گروپ نے مجرم کی نشان دہی کر دی' وہ جیت جائے گا"۔

"لیکن اگر دونوں گروپوں نے کر دی تو"۔

"تب پھر پہلے اور بعد میں کرنے کے مطابق فیصلہ ہو گا.... جو گروپ پہلے کرے گا.... وہ جیت جائے گا"۔

"مقابلہ واقعی دلچسپ رہے گا.... لیکن کاش آپ اخبارات میں اور ٹی وی پر یہ خبر نہ دیتے"۔

"اس کے بغیر کیا مزا آئے گا.... مزا تو اب آئے گا.... ساری دنیا کی نظریں ہمارے مقابلے پر لگ جائیں گی"۔

"لیکن یہ ضروری نہیں کہ آج ہمارے لائق کوئی کیس شروع ہو جائے.... یا کل شروع ہو جائے.... یا پھر ایک دو ہفتے گزرنے کے بعد شروع ہو"۔

"کوئی پروا نہیں.... ہم یہاں ہوٹل لاشاری میں ٹھہرے ہوئے ہیں.... جونہی کوئی کیس آپ کے خیال میں ہم دونوں گروپوں کے لائق شروع ہو.... آپ ہمیں فوراً اطلاع کر دیں.... ہم براہ راست وہاں پہنچ جائیں گے"۔

"چلیے ٹھیک ہے"۔

تو پھر اب ہم اجازت چاہیں گے"۔

"ضرور.... کیوں نہیں"۔

عین اس وقت فون کی گھنٹی گنگنا اٹھی.... انسپکٹر جمشید نے ریسیور

اٹھایا تو دوسری طرف سے کوئی کہہ رہا تھا۔

"کیا یہ انسپکٹر جمشید کا گھر ہے؟" آواز میں گھبراہٹ تھی۔

"جی ہاں.... فرمائیے.... کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔

"مم.... میرے بھائی.... بڑے بھائی کو کسی نے قتل کر دیا ہے.... اف مالک.... مم.... میں کیا کروں.... کیا آپ آ سکتے ہیں"۔ اس نے اٹک اٹک کر کہا۔

"ضرور کیوں نہیں.... آپ کا نام پتا"۔

"جی میں پروفیسر لاثانی بات کر رہا ہوں.... کسی نے میرے بڑے بھائی احسان لاثانی کو ہلاک کر دیا ہے"۔

"کیا!!!" انسپکٹر جمشید چلائے.... ان کے لہجے سے خوف جھلک اٹھا۔

"ہاں جناب! آپ بس فوراً آ جائیں"۔

"یہ احسان لاثانی وہی ہیں نا.... جنہیں ابھی چھ ماہ پہلے عالمی سائنسی ایوارڈ ملا ہے"۔

"ب.... بالکل وہی.... لیکن اب وہ اس دنیا میں نہیں رہے"۔

"اور آپ کا پتا ۹۶ گاف روڈ ہے"۔

"جی ہاں! آپ مہربانی فرما کر دیر نہ لگائیں"۔

"ہم آ رہے ہیں"۔

فون بند کر کے وہ ان کی طرف مڑے۔

"لیجیے صاحبان... اتفاق سے اسی وقت کیس شروع ہو رہا ہے... ہمارے ملک کے ایک بالکل نوعمر سائنس دان کو قتل کر دیا گیا ہے... انہیں ابھی صرف چھ ماہ پہلے سارس میں ہونے والے بین الاقوامی مقابلے میں عالمی سائنسی ایوارڈ دیا گیا تھا۔

"اوہو اچھا... میرا خیال ہے... موقع اچھا ہے... ہم ساتھ ہی چلتے ہیں"۔

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں"۔

"ایک منٹ! ذرا میں اپنے ایک دو دوستوں کو فون کر لوں"۔

"اس طرح آپ کی ٹیم کے ممبر ہماری نسبت زیادہ ہو جائیں گے"۔

"جی نہیں... وہ تفتیش نہیں کریں گے... نہ تفتیش میں مدد دیں گے"۔ وہ مسکرائے۔

"تب پھر انہیں ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت ہے"۔

"میرے یہ دوست سائنس دان اور ریٹائرڈ فوجی ہیں... احسان لاثانی کے بارے میں ان سے معلومات حاصل ہو جائیں گی... اور خان رحمان کے اس گھرانے سے تعلقات ہیں... ان سے اس گھرانے کے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے گا... اب اگر آپ ان کو ساتھ لے جانا ناپسند کرتے ہیں تو پھر میں رہنے دیتا ہوں"۔

"ان حالات میں آپ انہیں ساتھ لے لیں، ہمیں کوئی اعتراض

نہیں"۔

"شکریہ بہت بہت"۔

اب انہوں نے پہلے پروفیسر داؤد کو فون کیا۔

"ایک غمگین کر دینے والی خبر سنانے لگا ہوں"۔

"نہ سناؤ جمشید... میں پہلے ہی بہت غمگین ہوں"۔

"کیوں آپ کو کیا ہوا؟"

"کسی نے بے چارے احسان لاثانی کو قتل کر دیا اور اس قتل کا ذمے دار میں ہوں جمشید... تم آ کر مجھے گرفتار کر لو"۔

"ارے باپ رے... یہ آپ کیا رہے ہیں"۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں جمشید... اس کا قاتل میں ہوں"۔ پروفیسر داؤد بولے۔

انسپکٹر جمشید سناٹے میں آ گئے۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں... ہوش میں تو ہیں؟"

"ہاں اس کی صلاحیتیں دیکھ کر میں نے پیش گوئی کی تھی کہ ایک دن آئے گا... وہ دنیا کا سب سے بڑا سائنس دان ہو گا... لہٰذا اسلام دشمن طاقتیں یہ کب برداشت کرتی ہیں کہ کوئی مسلمان شخص پوری دنیا کا سب سے بڑا سائنس دان بن جائے... ان قوتوں نے اسے قتل کر دیا... لیکن یہ ہوا میرے بیان کی وجہ سے"۔

"جی نہیں... یہ صرف آپ کا خیال ہے... کیا احسان لاثانی نے

بین الاقوامی ایوارڈ نہیں لیا تھا"۔

"بالکل لیا تھا"۔

"تب پھر.... آخر خود اسلام دشمن قوتوں نے بھی تو اس کے بارے میں اندازہ لگا لیا تھا"۔

"لیکن ان کا اندازہ اس حد تک نہیں پہنچا تھا"۔

"آپ اس معاملے میں خود کو ذمے دار نہ ٹھہرائیں اور فوراً موقع واردات پر پہنچ جائیں.... ہم بھی پہنچ رہے ہیں"۔

"اوہ تو تمہیں بھی اطلاع مل گئی ہے"۔

"ہاں! ابھی ابھی، ارے ہاں! آپ کو اطلاع کس نے دی"۔

"احسان لاثانی کے چھوٹے بھائی نے.... میں پہنچ رہا ہوں"۔

فون بند کر کے وہ ان چاروں کی طرف مڑے۔

"پہلے میں آپ کو فون پر ہونے والی گفتگو سنا دوں.... کہیں آپ یہ خیال نہ کریں کہ مجھے کیس سے متعلق کوئی خبر ملی ہے"۔

وہ ہم سن چکے ہیں.... ہماری جیبوں میں ایسے آلات ہیں.... جو فون پر ہونے والی گفتگو ہمارے کانوں تک پہنچا دیتے ہیں"۔ وہ مسکرایا۔

"کیا مطلب.... کان سے لگائے بغیر"۔ محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! ان آلات کا صرف جیب میں ہونا ضروری ہے"۔

"بہت خوب.... اب ذرا میں اپنے دوست خان رحمان کو فون کر

لوں"۔

جونہی انہوں نے نمبر ملائے.... خان رحمان کے رونے کی آواز سنائی دی۔

"ہائیں خان رحمان تم رو رہے ہو.... وہ بھی آواز سے"۔

"میں اپنے دکھ پر نہیں.... ملک، قوم اور اسلام کے دکھ پر رو رہا ہوں"۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"ایک بہت بڑا.... بہت سچا مسلمان سائنس دان ہلاک کر دیا گیا ہے جمشید.... میرا مطلب ہے احسان لاثانی"۔

"مجھے اطلاع مل چکی ہے.... تمہیں اطلاع کس نے دی؟"

"اس کے چھوٹے بھائی نے"۔

"ٹھیک ہے.... ہم وہیں جا رہے ہیں.... تم بھی پہنچ جاؤ"۔

"ٹھیک ہے.... لیکن یار میرے آنسو تو رک ہی نہیں رہے"۔

"انہیں روکنا بھی نہیں چاہیے.... لیکن اس حالت میں تم گاڑی نہ چلانا.... جب آنکھوں میں آنسو ہوں تو انسان گاڑی نہیں چلا سکتا"۔

"میں ظہور کو ساتھ لا رہا ہوں.... فکر نہ کرو"۔ یہ کہہ کر وہ پھر رونے لگے۔

"اور انہوں نے گھبرا کر فون بند کر دیا۔

"آیئے ہم چلیں.... آپ لوگوں کے پاس کیا اپنی گاڑی ہے؟"

"بالکل ہے.... ان کے پاس الگ اور میرے پاس الگ.... لیکن اس وقت ہم ایک گاڑی میں جائیں گے.... دوسری گاڑی یہاں کھڑی رہے گی"۔

"ٹھیک ہے.... کوئی حرج نہیں"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

آخر وہ اپنی اپنی گاڑی میں گاف روڈ کی طرف روانہ ہوئے۔

"لیکن ہم نے ایک غلطی کی ہے"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"اور وہ کیا ابا جان؟"

"اخباری نمایندوں کو فون نہیں کیا.... انہیں پہلے سے وہاں ہونا چاہیے تھا"۔

"تو اب کر دیں"۔

"اب پہلے تو ہم ہی پہنچیں گے.... اخبارات کے دفاتر ہمارے گھر کی نسبت ان کے گھر سے زیادہ دور ہیں"۔

"لیکن ابا جان! اس بات کا بھی تو امکان ہے کہ اخبارات کے نمایندے وہاں پہنچ چکے ہوں.... یہ کوئی چھوٹا سا واقعہ تو ہے نہیں.... پورا ملک ہل جائے گا.... احسان لاثانی سے لوگ ابھی سے بہت محبت کرنے لگے تھے"۔

"ہاں! یہ تو ہے.... خیر دیکھا جائے گا"۔

"کیا ہم یہ مقابلہ جیت جائیں گے ابا جان؟"

"مجھے مقابلہ ہارنے یا جیتنے سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی.... میں تو بس احسان لاثانی کے قاتل کو گرفتار دیکھنا چاہتا ہوں.... اور اس کے قاتل تک اگر بلاٹا صاحب ہم سے پہلے پہنچ جاتے ہیں تو میں انہیں مبارک باد دوں گا.... مجھے یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں دنیا کا سب سے بڑا سراغ رساں ہوں.... نہ میں نے کبھی اس قسم کا کوئی دعویٰ کیا.... لوگ اگر ایسا سمجھتے ہیں تو اس میں میرا کیا قصور"۔ انہوں نے روانی کے عالم میں کہا۔

"بالکل ٹھیک فرمایا آپ نے"۔ فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

"گویا ہم اس مقابلے کو اپنے ذہن سے نکال دیں"۔

"ہاں بالکل.... اس لیے کہ ملک اور قوم کا اتنا بڑا نقصان ہو گیا ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے"۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے"۔ ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

اور پھر وہ لاثانی ہاؤس پہنچ گئے.... لیکن وہاں تو لوگوں کا بہت بڑا مجمع تھا.... اور زبردست ہل چل کے آثار تھے.... اکثر لوگ رو رہے تھے.... یوں لگتا تھا.... جیسے ان کا کوئی بہت بڑا رہنما مر گیا ہو.... اور سچ بات تو یہ ہے کہ اس حد تک اس کے مقبول ہونے کا انہیں اندازہ بھی نہیں تھا۔

☆○☆

لاش کے نیچے

انہوں نے ادھر ادھر دیکھا' ایک طرف سے خان رحمان چلے آ رہے تھے تو دوسری طرف سے پروفیسر داؤد... اور ان کا رخ انہی کی گاڑی کی طرف تھا... اسی وقت نہ جانے کس طرف سے اکرام ان تک پہنچ گیا۔

"تو تم بھی یہاں ہو"۔

"میں ہی نہیں... سارا محکمہ سر... آئی جی صاحب اور ڈی آئی جی صاحب بھی آئے ہوئے ہیں... وہ اس وقت اندر ہیں... اس قتل کے خلاف تو پورے ملک میں ہنگامے ہونے کا خطرہ ہے"۔

"اس کا مطلب ہے... بین الاقوامی ایوارڈ ملنے کے بعد احسان لاثانی ملک کی بہت محبوب شخصیت بن گیا تھا"۔

"ہاں جناب! لیکن اس کا اندازہ ان کے مارے جانے کے بعد ہوا ہے"۔

"شکریہ اکرام... یہ سانحہ کتنے بجے ہوا؟"

"ٹھیک تین بجے رات... رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ اپنے

کمرے میں چلے گئے تھے... صبح جب یہ ناشتے کی میز پر نہ پہنچے تو ان کے کمرے میں دیکھا گیا... تو وہ خون میں لت پت پڑے تھے... ان کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا اور وہ دم توڑ چکے تھے"۔

"اور قاتل"۔

"گھر کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند تھے... لہٰذا قاتل گھر کا ہی کوئی فرد ہے... یہ بیان خود گھر کے افراد کا ہے... کہ قتل کے بعد انہوں نے فوراً دروازوں کو دیکھا تھا... اور تمام دروازے بند ملے تھے... تمام کھڑکیاں اندر سے بند تھیں... ان حالات میں اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ قاتل گھر کا کوئی فرد ہے"۔

"تب تو کیس آسان ہو گیا... آئی جی صاحبان کیا اندر ہیں؟"

"ہاں جناب"۔ وہ بولا۔

"ٹھیک ہے... ہم بھی اندر جائیں گے... راستہ بنواؤ"۔

"یہ آپ کے ساتھ کون لوگ ہیں؟"

"انہیں کیپٹن بلاٹا کہتے ہیں اور یہ ان کے بچے ہیں"۔

"کیپٹن بلاٹا... کیا مطلب؟" اکرام زور سے اچھلا... اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

"تم نے ٹھیک سمجھا... یہ وہی مشہور و معروف کیپٹن بلاٹا ہیں... جن کی سراغ رسانی کے قصے دنیا میں مشہور ہیں"۔

"لیکن یہ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"یہ تم کل کے اخبارات یا پھر رات کو ٹی وی کی خبروں میں دیکھ سکو گے"۔

"اچھا کمال ہے"۔

اور پھر وہ اندر داخل ہوئے.... آئی جی صاحبان انہیں کوٹھی کے بیرونی حصے میں مل گئے' وہ لان میں کھڑے باتیں کر رہے تھے.... ان پر نظر پڑتے ہی آئی جی صاحب نے ہاتھ ہلا دیا اور وہ ان کی طرف بڑھ گئے۔

"السلام علیکم سر"۔ وہ ایک ساتھ بولے۔

"وعلیکم السلام"۔ دونوں ایک ساتھ بولے.... پھر آئی جی صاحب نے کہا۔

"اس کیس کو جمشید تم فوراً اپنے ہاتھ میں لے لو.... کہیں ملک میں ہنگامے نہ شروع ہو جائیں"۔

"یہ قتل اگر ذاتی نوعیت کا ہے تو پھر کیوں ہنگامے ہوں گے بھلا"۔

"ہاں! اس صورت میں نہیں ہوں گے اور حالات بھی یہی کہہ رہے ہیں"۔

"آپ بھی یہی کہنا چاہتے ہیں کہ قتل گھر کے کسی فرد نے کیا ہے"۔

"ہاں! اس لیے کہ دروازے اور کھڑکیاں اندر سے بند تھے.... یہ

بات ہر ایک مانتا ہے"۔

"اور قتل کس نے کیا ہے.... یہ بات کوئی نہیں مانتا"۔

"بالکل یہی بات ہے"۔ آئی جی صاحب بولے' پھر انہوں نے کہا۔

"لہٰذا یہ کام اب تمہارا ہے.... جب تک قاتل کو نہیں پکڑ لیا جاتا' اس وقت تک لوگوں کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو گا"۔

"یہ تو اس صورت میں ہونا چاہیے جب قاتل کوئی اسلام دشمن ہو.... اب جب کہ ہے ہی گھر کا فرد تو پھر عوام کس پر غصہ اتاریں گے"۔

"ہاں! اگر تم جلد از جلد یہ بات ثابت کر دو تو اور بات ہے.... اب تو یہ لوگ بھی تمہارے ساتھ ہیں"۔ آئی جی صاحب نے بلاتا اور اس کے بچوں کی طرف اشارہ کیا۔

"بہت خوب.... آپ کا شکریہ.... کیا اب ہم اندر جا کر ذرا لاش کو دیکھ سکتے ہیں"۔

"ہاں کیوں نہیں.... اب تو کیس ہی تم لوگوں نے حل کرنا ہے.... جس قدر جلد ہو سکے.... قاتل قانون کے حوالے ہو جانا چاہیے"۔ آئی جی بولے۔

اور پھر وہ اندر آئے.... اکرام ان کی رہنمائی کر رہا تھا.... کوٹھی زیادہ بڑی نہیں تھی.... بہت سادہ اور صاف ستھری تھی.... ایک کمرے

سے عورتوں کے رونے کی دھیمی آواز آ رہی تھی.... مقتول کے کمرے پر پولیس گھیرا ڈالے ہوئے تھی.... وہ دروازے پر رک گئے.... اندر مسہری پر لاش چت پڑی تھی.... پورا بدن گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا.... مسہری پر فوم کا گدا نہیں تھا.... اس لیے خون فرش پر بہتا ہوا ایک کونے میں جمع ہو گیا تھا۔

"مسٹر بلاٹا.... آپ پہلے تفتیش کریں گے یا ہم شروع کریں"۔

"کیا دونوں پارٹیاں ایک ہی وقت میں شروع نہیں کر سکتیں"۔ بلاٹا نے منہ بنایا۔

"ضرور کر سکتی ہیں.... لیکن اس طرح مزا نہیں آئے گا"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"خیر پھر.... اگر آپ پہلے تفتیش کرنا چاہیے تو آپ کر لیں.... اگر ہمیں موقع دینا چاہیں تو ہمیں کرنے دیں"۔

"ہم آپ کو موقع دیتے ہیں"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن ہماری ایک شرط ہے؟" بلاٹا بولا۔

"ضرور.... فرمایئے.... کیا شرط ہے؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ ہماری تفتیش میں دخل نہیں دیں گے.... ہاں اگر آپ کے خیال میں ہم غلط شخص کو مجرم قرار دیں تو آپ میدان میں اتر سکتے ہیں"۔ بلاٹا نے پرزور انداز میں کہا۔

"بالکل ٹھیک"۔ انہوں نے کہا۔

"کیا آپ ہمارے ساتھ ساتھ رہنا پسند کریں گے"۔

"ہاں! یہ تو خیر کرنا ہو گا.... ہماری باری میں آپ ہمارے ساتھ ساتھ رہ سکتے ہیں"۔

"چلیے ٹھیک ہے"۔ بلاٹا نے فوراً کہا۔

اور پھر وہ اس کمرے میں آئے.... جس میں گھر کے تمام افراد جمع تھے.... انہیں ایک کمرے میں بند کر دیا گیا تھا اور باہر پولیس والے چوکس کھڑے تھے۔

"دروازہ کھول دیں"۔ بلاٹا نے ان سے کہا۔

انہوں نے سوالیہ انداز میں انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھا۔

"ہاں کھول دو"۔ وہ بولے۔

"یہ کیا بات ہوئی.... انہوں نے میرا حکم کیوں نہیں مانا؟" بلاٹا نے برا سا منہ بنایا۔

"انہیں آپ کے بارے میں ہدایات نہیں تھی.... یہ کوئی برا ماننے کی بات نہیں"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"میرے نزدیک یہ برا ماننے کی بات ہے"۔

"آپ کی مرضی.... آپ ضرور برا مانیں"۔

دروازہ کھل چکا تھا.... بلاٹا نے اندر داخل ہونے کے لیے قدم اٹھایا۔

"ایک منٹ جناب.... پہلے گھر کے افراد کو بتایا جائے.... تاکہ ان

میں سے خواتین پردہ کرلیں"۔

"پردہ... پردہ کیا ہوتا ہے؟" اس نے ناک بھوں چڑھائیں۔

"آپ نے تو بتایا تھا کہ آپ اردو بہت اچھی طرح بول لیتے ہیں' بول وہی سکتا ہے جو اردو جانتا ہو"۔ انسپکٹر جمشید نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"میرا مطلب تھا... یہ گھرانا ہم سے پردہ کرے گا"۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"یہ ان کا معاملہ ہے... ہمارا نہیں"۔ یہ کہ کر انہوں نے منہ دروازے کی طرف کیا اور قدرے بلند آواز میں کہا۔

"اس کیس کی تفتیش شروع ہو رہی ہے... محکمہ سراغ رسانی کے کچھ لوگ آپ سے سوالات کرنا چاہتے ہیں... آپ پردہ کرلیں"۔

"آ جائیں... ہم پہلے ہی پردے کی حالت میں ہیں"۔ ایک عورت کی آواز سنائی دی۔

وہ اندر داخل ہوئے' سب کے سب نڈھال نظر آئے... ان میں سے تین عورتیں اور دو مرد تھے... اور تین چھوٹے بچے تھے... سب کے سب بری طرح روئے جا رہے تھے۔

"ہمیں آپ کے دکھ کا احساس ہے... لیکن یہ کارروائی بھی ضروری ہے... امید ہے کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے... انشارجہ سے بہت ماہر سراغرساں اس کیس کی تفتیش کے لیے تشریف

لائے ہیں... آپ ان کے سوالات کے جوابات دیں... شکریہ"۔ یہ کہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"سب سے پہلے تو تعارف کرا دیں... مرنے والے سے آپ کا رشتہ کیا کیا تھا؟"

"تعارف میں کرائے دیتا ہوں"۔ ایک نوجوان آدمی نے کہا۔

"ہاں ضرور... شکریہ"۔ بلاٹا مسکرایا۔

"میں ان کا چھوٹا بھائی ہوں' فیروز لاثانی... یہ میری بیوی ہے... راشدہ لاثانی... یہ میرے مقتول بھائی کی بیوی ہیں... صفیہ لاثانی... اور یہ بوڑھی عورت میری والدہ ہیں... یہ بچے مقتول کے ہیں"۔

وہ ایک بار پھر تیزی سے رونے لگے۔

"اس دردناک حادثے پر ہمیں بہت رنج ہے... مسٹر لاثانی کیا آپ تفصیلات بتانا پسند کریں گے"۔

"جی ہاں! کیوں نہیں... واقعات بہت سیدھے سادے ہیں"۔

"ایک منٹ جناب... معاف کیجیے"۔ اس نے فیروز کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور انسپکٹر جمشید کی طرف مڑا۔

"انسپکٹر صاحب... مقتول کے کمرے میں چونکہ ماہرین مصروف تھے' اس لیے ابھی لاش کا اور کمرے کا جائزہ نہیں لے سکے... یہ کام ابھی رہتا ہے... جو ہمیں کرنا ہے... لہذا ہدایات دے دی جائیں کہ ہر

چیز جوں کی توں رہے"۔

"یہ ہدایات دینے کی ضرورت نہیں.... اس لیے کہ انہیں یہ بات پہلے ہی معلوم ہے.... جب تک ہم معائنہ نہیں کریں گے.... اس وقت تک ہر چیز جوں کی توں رہے گی.... تصاویر بھی فی الحال اسی صورت حال کی لی جائیں گے اور نقشہ بھی اسی منظر کا بنایا جائے گا"۔

"چلیے ٹھیک ہے.... ہاں فیروز صاحب! اب آپ تفصیلات بیان کریں"۔

کمرہ بہت بڑا تھا اور اس میں بہت سی کرسیاں تھیں.... وہ ان پر بیٹھ چکے تھے.... جب کہ گھر کے افراد فرش پر بیٹھے تھے.... انہوں نے کرسیوں پر بیٹھنا پسند نہیں کیا تھا۔

"انہوں نے معمول کے مطابق کھانا کھایا تھا.... اور سونے کے لیے چلے گئے تھے.... ہم لوگ بھی اپنے کمروں میں سو گئے تھے"۔

"ایک منٹ.... کیا مقتول اکیلے سوتے تھے.... ان کی بیوی ان کے کمرے میں نہیں سوتی تھیں"۔

"نہیں.... بچے آپ دیکھ رہے ہیں.... چھوٹے ہیں.... انہیں الگ کمرے میں لے کر سونا بھابی صاحبہ کا معمول تھا.... تاکہ ان کی نیند میں کوئی خلل نہ واقع ہو"۔

"اچھا خیر.... جاری رکھیں"۔

"ہم بھی سو گئے.... معمول کے مطابق اٹھے.... نہا دھو کر سب

لوگ ناشتے کی میز پر آ گئے.... سب وہاں پہنچ گئے.... لیکن بھائی جان نہ پہنچے.... جب کہ وہ دوسروں سے پہلے ناشتے کی میز پر پہنچ جاتے تھے.... میں اٹھا اور ان کے کمرے کے دروازے پر پہنچا.... دروازہ اندر سے بند نہیں تھا.... ہاتھ لگاتے ہی کھل گیا اور میں نے اندر وہ ہولناک منظر دیکھا.... جو آپ دیکھ آئے ہیں"۔

عورتوں کی ہچکیاں شروع ہو گئیں۔

"اچھا پھر.... آپ نے کیا کیا؟" بلاٹا بولا۔

"پہلا خیال مجھے یہ آیا کہ کہیں یہ کسی ملازم کی حرکت نہ ہو.... دوڑ دوڑ کر تمام کھڑکیاں اور دروازے دیکھ ڈالے لیکن سب دروازے اور کھڑکیاں اندر سے بند تھے.... کوئی کھلا نہیں تھا.... یہ دیکھ کر میری سٹی گم ہو گئی"۔

"کیوں! آپ کی سٹی کیوں گم ہو گئی"۔ بلاٹا نے اسے گھورا۔

"اس لیے کہ.... اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ قتل گھر کے کسی فرد نے کیا ہے.... اور ظاہر ہے.... وہ میں ہی ہو سکتا تھا.... گھر میں مرد تو صرف میں رہ جاتا ہوں.... باقی میری بیوی ہے.... بھائی جان مرحوم کی بیوی ہیں.... اور ہماری والدہ.... ان حالات میں آخر میرے علاوہ یہ کام کون کر سکتا ہے.... لیکن میں آپ پر واضح کیے دیتا ہوں.... یہ کام میں نے ہرگز نہیں کیا"۔

"آپ کو واضح کرنے کی ضرورت نہیں.... آپ نے اگر یہ کام

نہیں کیا تو گھر کے کسی دوسرے آدمی نے کیا ہو گا.... جس کے خلاف بھی ہمیں ثبوت ملے گا.... ہم صرف اسی کو گرفتار کریں گے.... اس میں تو اب کوئی شبہ نہیں رہ گیا کہ جرم گھر کے کسی فرد نے کیا ہے"۔ بلاٹا نے سرد آواز میں کہا۔

"نن نہیں.... بالکل نہیں.... ہم میں سے یہ کام کسی نے نہیں کیا.... نہ ہم میں سے یہ گھناؤنا کام کرنے کی کسی کو کوئی ضرورت تھی.... ہم سب تو ان سے بہت محبت کرتے تھے.... ہم کیوں قتل کرتے انہیں"۔

"یہ تو اب ہم دیکھیں گے.... آپ لوگ یہ بات تو مانتے ہیں نا کہ احسان لاثانی صاحب کو قتل کر دیا گیا ہے"۔

"ہاں!!!" وہ بولے۔

"اور آپ یہ بات بھی مانتے ہیں کہ گھر کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند تھے.... قتل کے وقت بھی بند پائے گئے"۔

"ہاں!"۔

"ان حالات میں گھر کا ہی کوئی فرد قاتل ہے.... اگر نہیں تو آپ خود بتائیں.... باہر کا کوئی آدمی قاتل کیسے ہو سکتا ہے.... ارے ہاں.... گھر کے ملازم کہاں سوتے ہیں؟"

"کوٹھی کے پیچھے ان کے کوارٹر ہیں"۔ فیروز نے کہا۔

"وہ کتنے ہیں"۔ بلاٹا نے پوچھا۔

"تین.... تین ہی کوارٹر ہیں"۔

"خیر! ہم انہیں بھی چیک کریں گے.... پہلے آپ لوگوں سے بات ہو جائے"۔

عین اس وقت اکرام کا ایک ماتحت اندر داخل ہوا۔

"سر.... لاش والے کمرے میں تمام کارروائی مکمل ہو چکی ہے.... لاش پوسٹ مارٹم کے لیے لے جائیں یا نہیں"۔

"بلاٹا صاحب بتائیں گے"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"ٹھیک ہے.... پہلے ہم کمرۂ واردات کا جائزہ لے لیں.... تاکہ لاش اٹھوا دی جائے.... تفصیلی جائزہ بعد میں لیں گے"۔

"جیسے آپ کی مرضی"۔

وہ کمرۂ واردات میں آئے.... ان سب نے بغور کمرے پر نظر ڈالی۔

"پاپا.... ہمیں اجازت ہے؟" ایسے میں لاری کی آواز ابھری۔

"ضرور.... کیوں نہیں؟" بلاٹا مسکرایا۔

وہ مسہری کے گرد کھڑے ہو گئے.... مسہری کھڑکی کے بالکل ساتھ لگی ہوئی تھی.... کھڑکی کے بالکل سامنے ایک دروازہ تھا.... دائیں بائیں روشن دان تھے.... مسہری کے بائیں طرف ایک بغلی دروازہ تھا.... جو شاید غسل خانے کا تھا.... کھڑکی میں لوہے کی سلاخیں لگی تھیں.... یہ کمرہ دوسری منزل پر تھا۔

"قاتل اس کھڑکی کی طرف سے تو آ نہیں سکتا تھا.... اور نہ اسے روشن دان کا سہارا لینے کی ضرورت تھی.... صاف ظاہر ہے.... اس کے لیے دروازہ جو کھلا تھا.... اسے کیا ضرورت تھی کسی اور طرف سے آنے یا کوشش کرنے کی"۔ بلاتا نے جلدی جلدی کہا.... اس کے تینوں بچوں نے تائید کے انداز میں سر ہلایا۔

"اس کے ہاتھ میں بے آواز پستول تھا.... احسان لاثانی نے گھر کے افراد کی طرف سے کوئی خطرہ کبھی محسوس نہیں کیا تھا' لہٰذا وہ دروازہ اندر سے بند کر کے نہیں سوتے تھے.... وہ گہری نیند میں تھے کہ قاتل پستول ہاتھ میں لیے اندر داخل ہوا اور ان کے سینے میں پے درپے کئی گولیاں اتار دیں.... جب اسے یقین ہو گیا کہ احسان لاثانی مارے گئے تو وہ واپس مڑا اور کمرے سے نکل گیا.... اس کا کام تو حد درجے آسان ثابت ہوا تھا.... اب سوال یہ ہے کہ وہ کون ہے.... گھر کے کس فرد نے یہ جرم کیا ہے؟"

"پاپا.... یہ دیکھیے.... مسہری کے نیچے.... کیا پڑا ہے"۔ انہوں نے لاری کی آواز سنی۔

"بہت خوب.... نکالو.... کیا ہے"۔ بلاتا نے پرجوش انداز میں کہا۔

لاری نے نیچے ہاتھ ڈال کر وہ چیز اٹھالی' انہوں نے دیکھا.... اس کے ہاتھ میں ایک ننھی سی گڑیا تھی.... اس میں ٹوٹی ہوئی زنجیر کا ایک

ہک بھی لگا ہوا تھا۔

"ارے! یہ تو شاید کسی چابیوں کے چھلے کی ہے.... چھلے سے ٹوٹ کر یہاں گر گئی ہو گی.... خیر ہم اس کو محفوظ کر لیتے ہیں.... گھر کے افراد سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ کس کے چھلے میں تھی.... یوں کام نہیں چلے گا.... تم تینوں ذرا جلدی سے پوری کوٹھی کی تلاشی لے ڈالو.... ہمیں آلہ قتل بھی تلاش کرنا ہے.... تاکہ کیس مکمل ہو جائے"۔

"جی بہتر! کیا ان لوگوں میں سے کوئی ہمارے ساتھ جانا پسند کرے گا"۔ لاری نے کہا۔

بلاتا نے انسپکٹر جمشید کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"محمود! تم ان کے ساتھ چلے جاؤ"۔

"جی بہتر"۔ اس نے فوراً کہا۔

وہ چاروں کمرے سے نکل گئے۔

"لاش کو اٹھا لیا جائے"۔ بلاتا نے کہا۔

اکرام کے ماتحت آگے بڑھے اور لاش اٹھانے لگے.... عین اس وقت انہوں نے لاش کے نیچے دبا ایک پن دیکھا.... پن خون میں لت پت تھا.... لیکن اس کا ڈھکنا الگ تھا.... دونوں حصے پاس پاس پڑے تھے۔

"بے چارے احسان لاثانی کا پن"۔ بلاتا بڑبڑایا.... پھر اس نے

پن اکرام کے ایک ماتحت کو دے دیا.... اسے بھی اس طرح کاغذ میں لپیٹ کر رکھ لیا گیا۔

"ارے یہ.... دوسرے ہاتھ میں کاغذ بھی ہے"۔ ایک ماتحت چلا اٹھا۔

بلاٹا نے چونک کر لاش کا دوسرا ہاتھ دیکھا.... اس سے پہلے یہ ہاتھ نیچے دبا ہوا تھا.... انہوں نے دیکھا.... ہاتھ میں واقعی ایک کاغذ دبا ہوا تھا.... اب جو انہوں نے کاغذ نکالنا چاہا تو وہ چکرا کر رہ گئے.... اس لیے کہ مٹھی بہت سختی سے بند تھی.... اور اس کو جب تک کھولا نہ جاتا.... پورا کاغذ ہاتھ سے نکل نہیں سکتا تھا.... وہ لگے بار بار زور لگانے.... آخر تھک ہار گئے۔

"اب کیا کیا جائے؟" بلاٹا نے منہ بنایا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں کاغذ نکال دوں"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"آپ.... آپ کیسے نکال دیں گے"۔ اس نے انہیں گھورا۔

"جیسے بھی ہو گا.... بس نکال دوں گا"۔

"لیکن میں چاہتا ہوں.... کاغذ صحیح سلامت ہمارے ہاتھ لگے.... ہو سکتا ہے.... قاتل تک پہنچنے میں ہمیں اس کاغذ سے مدد ملنے والی ہو"۔

"جی ہاں! اس بات کا امکان ہے.... تفتیش کی باری چونکہ آپ

کی ہے.... اس لیے میں نے آپ سے اجازت مانگی ہے"۔

"ٹھیک ہے.... میری طرف سے اجازت ہے.... لیکن شرط یہ ہے کہ کاغذ ضائع نہ ہو"۔

"فکر نہ کریں"۔

"اب وہ آگے بڑھے.... انہوں نے بائیں ہاتھ سے مقتول کی کلائی کو تھاما اور دائیں ہاتھ سے بند مٹھی کو انگلیوں کے درمیانی جوڑ کے نیچے دباؤ ڈالا.... انگلیاں فوراً کھل گئیں.... اور کاغذ مسہری پر گر گیا۔

"لیجیے بلاٹا صاحب.... میں نے کاغذ کو ہاتھ نہیں لگایا.... اس کو آپ ہی اٹھائیں اور دیکھ لیں اس پر کچھ لکھا ہے یا نہیں"۔

"بہت خوب!"۔ وہ بولا.... اور کاغذ اٹھا کر اس کی سلوٹیں دور کرنے لگا.... جب کاغذ سیدھا ہو گیا تو اسے ایک جھٹکا سا لگا۔

اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی.... عین اس وقت انہوں نے دوڑتے قدموں کی آواز سنی۔

☆○☆

کون سا نقطہ

انسپکٹر جمشید کی نظریں اس کے ہاتھ میں پکڑے کاغذ پر جمی تھیں.... دوڑتے قدموں کی آواز سن کر بھی انہوں نے دروازے کی طرف نہ دیکھا.... نہ مڑنے کی کوشش کی.... جب کہ باقی لوگ فوراً دروازے کی طرف مڑ گئے۔

"پاپا.... ہم نے میدان مار لیا"۔ شینا کی پرجوش آواز سنائی دی۔

"بہت خوب.... کیا ملا؟"

"پستول.... جس سے فائرنگ کی گئی ہے"۔

"واہ! یہ ہوئی نا بات.... اور یہ کہاں تھا؟" اس نے پوچھا۔

"جی.... چھت پر.... لیکن افسوس.... میرا خیال ہے.... اس پر قاتل کی انگلیوں کے نشانات نہیں ہیں.... قاتل نے خود صاف کر دیے ہیں"۔

"اس سے کیا ہوتا ہے.... سوال تو یہ ہے کہ پستول ہے کس کا.... اب گھر کے افراد سے بات کرتے ہیں"۔

"اس سے پہلے آپ یہ کاغذ مجھے بھی دکھا دیں.... کیونکہ کمرۂ واردات سے ملنے والی ہر چیز کو دیکھنے کا حق ہمارا بھی ہے"۔

"اوہ ہاں ضرور.... کیوں نہیں.... یہ لیجیے.... آپ بھی دیکھ لیجیے"۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"یہ کیا ہے ابا جان؟" محمود نے پوچھا۔

"ایک کاغذ.... جو مقتول کی مٹھی سے نکالا گیا ہے.... مٹھی پہلے جسم کے نیچے دبی ہوئی تھی اور لاش کے نیچے سے ایک پن بھی ملا ہے.... جس کا ڈھکنا اترا ہوا الگ ملا ہے"۔

انہوں نے دیکھا.... کاغذ پر بہت مشکل سے ایک صرف ایک لفظ لکھا تھا.... ظاہر ہے' مرتے ہوئے کسی آدمی کے لیے کچھ لکھنا انتہائی مشکل ہوتا ہے.... وہ لفظ تھا کھڑکی۔

ان کی نظریں کھڑکی پر جم گئیں۔

"کھڑکی"۔ بلاٹا بڑبڑایا.... پھر وہ کھڑکی طرف گیا.... بغور اس کو دیکھا۔

"یہاں نظر تو کچھ نہیں آ رہا.... پتا نہیں مقتول کیا لکھنا چاہتا تھا.... افسوس بے چارے کو مہلت نہ مل سکی.... میرا خیال ہے.... اب ہم گھر کے افراد سے اس پستول اور اس ننھی سی گڑیا کے بارے میں پوچھ لیں"۔

"ضرور.... کیوں نہیں"۔ ٹاری بولا۔

وہ پھر اس کمرے میں آئے.... جس میں سب موجود تھے۔

"آپ لوگ اس ننھی سی گڑیا کو پہچانتے ہیں؟"

"یہ.... یہ آپ کو کہاں سے ملی؟" صوفیہ کے منہ سے نکلا۔

"کیوں.... کیا یہ آپ کی ہے؟"

"ہاں! یہ میرے کی رنگ سے ٹوٹ کر کہیں گر گئی تھی"۔

"بہت خوب.... تو یہ آپ کی ہے.... اور یہ پستول"۔ اب اس نے پستول ان کے سامنے کر دیا۔

"یہ.... یہ پستول.... اف مالک! یہ آپ کو کہاں سے ملا؟"

"چھت پر سے ملا ہے.... قاتل نے قتل کرنے کے بعد یہ چھت پر پھینک دیا تھا.... خیال یہ ہے کہ گویاں اسی سے چلائی گئی ہیں"۔ بلاتا نے جلدی جلدی کہا۔

"تب پھر کسی نے گولیوں کی آواز کیوں نہیں سنی؟" فیروز نے منہ بنایا۔

"اس لیے کہ اس وقت پستول پر سائیلنسر چڑھا ہوا تھا.... آواز کو جذب کر لینے والا آلہ"۔ بلاتا نے کہا۔

"لیکن وہ آلہ تو اب پستول پر نظر نہیں آ رہا"۔ صوفیہ بولی۔

"آلے کو کہیں دور پھینک دیا گیا ہے.... تاکہ یہ ظاہر ہو' فائر اس پستول سے نہیں کیا گیا"۔

"تو پھر اس نے پستول کو کیوں نہ دور پھینک دیا"۔

"اس لیے کہ پستول فوراً دیکھ لیا جاتا.... جب کہ سائیلنسر ایک

ننھی سی ہوتی ہے اس کی طرف کون توجہ دے گا"۔ بلاتا مسکرایا۔

"آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟" فیروز نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"یہ کہ.... نہیں پہلے یہ بتائیں.... یہ پستول کس کا ہے؟"

"میرا"۔ صوفیہ نے فوراً کہا۔

"بہت خوب پھر تو بات صاف ہو گئی.... وہ گڑیا آپ کے کی رنگ کی ہے اور یہ پستول بھی.... چھت بھی آپ کی اور گھر بھی.... لہٰذا یہ قتل آپ کے علاوہ اور کون کر سکتا تھا"۔

"لیکن.... میں اپنے شوہر کو بھلا کیوں قتل کرتی.... اس شوہر کو.... جس نے مجھے کبھی کوئی دکھ نہیں دیا"۔ اس نے روتے ہوئے کہا۔

"آپ خود بتائیں.... آپ کے علاوہ یہ کام کس کا ہو سکتا ہے.... گھر کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند تھے.... جب قتل ہوا.... زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے اگر یہ قتل نہیں کیا.... تو بھی آپ کو کسی دوسرے نے پھنسانے کی کوشش کی ہے.... اور بات ہے بھی یہی"۔

"کیا مطلب؟" وہ سب ایک ساتھ بولے۔

"مطلب یہ کہ شوہر کو ختم کر کے اگر قتل کا الزام بھی آپ پر آ جائے تو معاملہ بہت خوبصورتی سے نبٹ جاتا ہے' میں کہنا یہ چاہتا

ہوں..... کہ یہ کام آپ کے دیور کا ہے"۔

"کیا..... نہیں"۔

"انہوں نے ایک تیر سے دو شکار کرنے کا فیصلہ کیا تھا..... بھابی کے پستول سے بھائی کو مار ڈالا اور بھابی کے کی رنگ کی گڑیا بھی لاش کے پاس گرا دی..... پستول پر سے انگلیوں کے نشانات صاف کر دیئے"۔

"لیکن مسٹر بلاٹا..... آخر مجھے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

فیروز لاثانی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"بھائی مارا گیا..... بھابی قتل کے جرم میں جیل چلی گئی..... لہٰذا بھائی کے حصے کی ساری جائیداد اب آپ کی ہو گی..... رہ گئے یہ چھوٹے بچے..... باری باری انہیں کسی ذریعے سے ہلاک کیا جا سکتا ہے"۔

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں"۔

"اور مجھے کیسی باتیں کرنی چاہئیں"۔ بلاٹا مسکرایا۔

"لیکن آپ کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے..... کہ یہ کام میں نے کیا ہے"۔

"فرض کر لیں کہ آپ نے نہیں کیا..... پھر آپ کی بھابی نے تو کیا ہے نا"۔

"نہیں! میں تو یہ بات بھی نہیں مان سکتا..... یہ کیوں ایسا کریں..... انہیں تو اپنے شوہر بے حد عزیز تھے"۔

"پھر آپ ہی بتائیں..... یہ جرم کس نے کیا ہے..... کیا میں

نے..... یعنی کیپٹن بلاٹا نے؟"

"پر آپ کیوں ایسا کرتے..... آپ کا بھلا ہم سے کیا تعلق..... اور پھر آپ تو تحقیقات کرنے آئے ہیں"۔

"دیکھیے نا..... اگر تمام دروازے اور کھڑکیاں بند نہ ہوتے تو ہم گھر کے کسی فرد پر بھی شک نہ کرتے..... لیکن ان حالات میں آخر ہم کیا کر سکتے ہیں"۔

"پاپا..... اس کا حل میرے پاس ہے"۔ ایسے میں شینا بولی۔

"کیا مطلب..... کیا حل ہے شینا تمہارے پاس؟"

"گھر میں پانچ افراد میں سے آخر صرف صوفیہ کے پاس ہی پستول کیوں ہے..... کسی اور کے پاس پستول کیوں نہیں ہے"۔

"اس کا جواب میں دوں گی..... میں بہت ڈرپوک ہوں..... ہر وقت ڈرا کرتی تھی..... آخر میرے شوہر نے تنگ آ کر میرے لیے اسلحے کا لائسنس بنوا دیا اور پھر یہ پستول خرید کر دے دیا..... یہی وجہ ہے کہ میرے علاوہ کسی کے پاس پستول نہیں ہے"۔

"کیا ہم آپ کے سامان کی تلاشی لے سکتے ہیں"۔ بلاٹا مسکرایا۔

"تلاشی..... لیکن آخر کیوں"۔ اس نے جھلا کر کہا۔

"بس، ہم تلاشی لینا چاہتے ہیں"۔

"اچھی بات ہے..... جو آپ کا جی چاہے..... کریں"۔ اس نے جھلا کر کہا۔

صوفیہ لاثانی کے سامان کی تلاشی لی گئی... اس کے کمرے کی ایک الماری سے آخر کار چند خطوط مل گئے... ان خطوط کو پڑھا گیا... ان میں سے ایک خط کے الفاظ یہ تھے۔

"پیاری بہن صوفیہ! آخر تم کب میری تجویز پر عمل کروں گی... میں انتظار کرتے کرتے بوڑھا ہو جاؤں گا... ختم کر بھی دو اپنے شوہر کو... پھر ہمارے وارے نیارے ہو جائیں گے... ساری دولت پھر تمہاری ہو گی... وہ میرے اور تمہارے کام آئے گی... میں تمہاری دوسری شادی کرا دوں گا... تمہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ میں نے تمہاری یہ شادی اسی شرط پر کرائی تھی کہ کچھ مدت بعد تم میرے منصوبے پر عمل کر کے اپنے شوہر کو ٹھکانے لگا دو گی... تم خوف زدہ رہنے کی ایکٹنگ کر کے اپنے شوہر کو ایک عدد پستول خرید کر دینے پر مجبور کر سکتی ہو... پھر میں باقی منصوبہ تمہیں بتاؤں گا... پہلے تم پستول حاصل کر لو"۔

فقط... تمہارا بھائی تارن۔

"یہ کیا ہے؟" بلاتا نے صوفیہ کو گھورا۔

"یہ میرے سگے بھائی کا خط ہے... باقی خط بھی اسی کے ہیں... ٹھیک ہے... میرا بھائی بچپن سے غلط راستے پر نکل گیا تھا... لیکن میں نے کبھی اس کا ساتھ نہیں دیا... ماں باپ نے جب میری شادی

احسان صاحب سے کی تو اس شادی میں میرے بھائی کا کوئی حصہ نہیں تھا... مجھے تو کالج میں احسان صاحب نے دیکھا تھا اور میرے ماں باپ سے شادی کی درخواست کی تھی... لیکن شادی والے دن سے ہی بھائی نے ایسی باتیں شروع کر دی تھیں... میں نے یہ سوچ کر کہ کبھی یہ باتیں میرے شوہر تک بھی پہنچ سکتی ہیں... انہیں پہلے ہی اس کے بارے میں بتا دیا تھا... یہی نہیں... باقی سب لوگوں کو بھی ان خطوط کے بارے میں معلوم ہے... آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں"۔

"لیکن پھر آپ نے پستول کیوں خریدا؟"

"میں نے پستول اس کی ہدایت پر نہیں... اپنے شوہر کی مرضی سے خریدا تھا... کیونکہ میں اپنے بھائی کی طرف سے خوف زدہ رہتی تھی... ہم نے ان باتوں کی اطلاع اپنے علاقے کے پولیس اسٹیشن میں بھی کر رکھی ہے... وہ بھی ان باتوں کی تصدیق کر دیں گے"۔

"بہت خوب! آپ کے بھائی کا نام کیا ہے؟"

"اس کا نام راجہ [illegible] ہے... [illegible] ہے... پتا ہے ۴۰ گول روڈ"۔

"ٹھیک ہے... اس سے بھی [illegible]... لیکن یہ سب باتیں آپ کو بے گناہ پھر بھی ثابت نہیں کرتیں... اس لیے کہ اس گھر میں بہرحال ایک قتل ہوا ہے... اور میں ایک بار پھر اپنا رخ فیروز صاحب کی طرف کرتا ہوں... سارے حالات فیروز صاحب کی نظر میں تھے...

انہوں نے سوچا ایسے میں اگر یہ اپنے بڑے بھائی کو ٹھکانے لگا دیں تو
ان کی بھابھی گرفتار ہوں گی.... یا اس کا بھائی گرفتار ہو گا.... ان پر کوئی
شک نہیں کر سکے گا.... لہٰذا مسٹر فیروز آپ نے نہایت آسانی سے یہ
کام کر ڈالا.... آپ کی مہارت کی داد دینا پڑتی ہے.... میں اعلان کرتا
ہوں.... یہ جرم آپ نے کیا ہے"۔

"ج.... جی.... لل.... لیکن.... آپ کے پاس میرے خلاف
ثبوت کیا ہے؟" فیروز نے گھبرا کر کہا۔

"ثبوت موجود ہے.... قتل یا آپ کی بھابی صوفیہ نے کیا ہے....
یا پھر آپ نے.... آپ دو کے علاوہ یہ جرم اور کون کر سکتا تھا.... اس
لیے کہ دروازے اندر سے بند تھے.... اگر بند نہ ہوتے تو پھر بات اور
تھی.... اور یہ بات آپ لوگوں نے خود بتائی.... کہ دروازے اندر سے
بند تھے"۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے.... لیکن آپ نے ابھی تک اس بات کا
جائزہ کہاں لیا ہے کہ کوئی باہر سے آسکتا تھا یا نہیں"۔ اس نے جھلا کر
کہا۔

"یہ کمرہ اوپر والی منزل پر ہے.... کوٹھی کے گرد ایک باغ ہے....
باغ کے گرد اونچی چار دیواری ہے.... دروازے اندر سے بند ہیں.... ان
حالات میں کوئی آخر کس راستے سے اندر آتا.... یہ آپ بتا دیں"۔

"سراغ رساں آپ ہیں.... میں نہیں"۔ فیروز نے منہ بنایا۔

"تو پھر میں آپ کے خلاف کوئی زبردست ثبوت پیش کر دوں؟"

"اگر کر سکتے ہیں تو پھر دیر کاہے کی ہے"۔

"شکریہ.... آپ کو میں پستول دکھاتا ہوں.... اس کو غور سے
دیکھیے"۔ یہ کہہ کر اس نے کاغذ میں لپٹا ہوا پستول نکال کر ان کے سامنے
کر دیا۔

انہوں نے غور سے پستول کو دیکھا.... لیکن کوئی بات سمجھ میں نہ
آسکی۔

"آپ کیا دکھانا چاہتے ہیں، وضاحت کریں نا"۔

"پستول سے فائرنگ کرنے کے بعد ظاہر ہے.... قاتل نے اس پر
سے اپنی انگلیوں کے نشانات صاف کیے ہوں گے"۔

"مسٹر فیروز ذرا اپنی جیب سے رومال نکالیے"۔

"رو.... رومال.... لل.... لیکن.... میں تو جیب میں رومال رکھنے
کا عادی ہی نہیں ہوں"۔

"لیکن آج آپ کو رومال کی ضرورت پڑنا تھی.... اس لیے آپ
نے اپنی ضرورت کے لیے رومال جیب میں رکھ لیا تھا.... اور وہ آپ
کے پاس ہونا چاہیے"۔

"نن نہیں"۔ اس نے گھبرا کر کہا۔

"میں کہتا ہوں.... رومال نکالیں"۔

"میں نے کہا نا"۔

"ان کی جیب سے رومال نکال لیں مسٹر اکرام"۔

اکرام نے آگے بڑھ کر اس کی تلاشی لی اور ایک رومال نکال کر بلاتا کی طرف بڑھا دیا۔۔۔ اب سب کی نظریں رومال پر تھیں۔

"مسٹر فیروز۔۔۔ کیا آپ کے بال گرتے ہیں؟"

"ہاں۔۔۔ ہاں گرتے تو ہیں"۔

"یہ رومال آپ نے سر پر بھی لپیٹا تھا۔۔۔ اس پر چند بال لگے ہوئے ہیں۔۔۔ اور رومال سے چند بال پستول پر آ گئے ہیں۔۔۔ آپ لوگ دیکھ سکتے ہیں۔۔۔ اگر اس رومال کو انہوں نے ہاتھ ہی نہیں لگایا تو اس پر ان کے بال کہاں سے آ گئے۔۔۔ اور اس رومال پر جو ان کی جیب سے لیا ہے۔۔۔ اس رومال پر پستول صاف کرنے کے آثار موجود ہیں۔۔۔ خون کے ایک دو چھینٹے بھی موجود ہیں"۔

"جی۔۔۔ کیا کہا۔۔۔ خون کے چھینٹے"۔ انسپکٹر جمشید زور سے چونکے۔۔۔ ورنہ وہ بالکل خاموش تھے۔۔۔ اور خاموشی سے اس ساری کارروائی کو دیکھ رہے تھے۔

"ہاں جناب خون کے بہت باریک دو چھینٹے۔۔۔ جو ذرا مشکل سے ہی دیکھے جا سکتے ہیں۔۔۔ لیکن آپ کی بیٹی فرزانہ کو ضرور نظر آ جائیں گے"۔ یہ کہ کر اس نے رومال فرزانہ کی طرف بڑھا دیا۔

اس نے رومال کو غور سے دیکھا۔۔۔ واقعی اس پر اس قسم کے آثار تھے جیسے کسی چیز کو خوب رگڑ کر صاف کیا گیا ہو۔۔۔ اور بہت

باریک خون کے چھینٹے بھی موجود تھے۔

"مسٹر بلاتا کا بیان بالکل درست ہے"۔ فرزانہ نے کہا۔

"نن نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ آخر میں کیوں یہ کام کرتا۔۔۔ کوئی وجہ بھی تو ہو"۔

"بہت بڑی وجہ اب تو سامنے آ چکی ہے۔۔۔ آپ نے سوچا۔۔۔ آپ کی بھابھی کا ایک بھائی۔۔۔ جو برے کردار کا مالک ہے۔۔۔ اسے اپنے خاوند کو ہلاک کرنے پر اکساتا رہتا ہے۔۔۔ اس قسم کے خطوط بھی گھر میں موجود ہیں۔۔۔ اب اگر باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے بڑے بھائی کو ٹھکانے لگا دیا جائے تو سارا الزام بھابھی پر آئے گا۔۔۔ پولیس فوراً صوفیہ کو گرفتار کرے گی اور اسکے پاس اپنی بے گناہی کا کوئی ثبوت نہیں ہو گا۔۔۔ یہی منصوبہ تھا نا آپ کا"۔

"نن نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں"۔

"اب اس رومال کے ملنے کے بعد۔۔۔ اور پستول پر آپ کے بال ملنے کے بعد آپ کیسے انکار کر سکتے ہیں"۔

"یہ ضرور میرے خلاف سازش ہے"۔

"اگر یہ آپ کے خلاف سازش ہے تو آپ اس سازش کو عدالت میں ثابت کرتے رہیے گا۔۔۔ میں اعلان کرتا ہوں۔۔۔ آپ مجرم ہیں۔۔۔ اور مجھے اس میں ایک فیصد بھی شک نہیں رہا"۔ یہ کہ کر بلاتا خاموش ہو گیا۔

"اف مالک.... اب میں کیا کروں"۔

"گھر کے دوسرے لوگ کیوں خاموش ہیں.... تھوڑی دیر پہلے جو آپ کے پوری طرح ساتھ تھے.... اب ان کی آنکھوں میں آپ کے لیے نفرت کیوں ہے"۔ بلاتا نے پرزور انداز میں کہا۔

اس نے دوسروں کی طرف دیکھا.... واقعی یہ بات تھی.... ایسے میں اس کی والدہ بول اٹھی۔

"اف میرے بیٹے.... مجھے تم سے ایسی امید نہیں تھی"۔

"یہ.... یہ تم کہ رہی ہو ماں"۔

"ہاں! یہ میں کہ رہی ہوں.... اس لیے کہ عقل مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے"۔

"اگر آپ یہ کہ رہی ہیں.... تو پھر میں اپنا جرم قبول کرتا ہوں.... بھائی جان کو میں نے ہی قتل کیا ہے"۔

"جب کوئی چارہ نہیں رہ جائے گا تو آپ کو قبول کرنا ہی ہو گا.... لیجیے انسپکٹر صاحب میں اپنا کیس ختم کرتا ہوں.... آپ اگر کسی اور نتیجے پر پہنچے ہیں تو اب آپ اپنا کام شروع کیجیے.... ورنہ پھر مجرم کو ہتھکڑی لگوائیے"۔ بلاتا یہ کہ کے خاموش ہو گیا۔

"بہت خوب مسٹر بلاتا.... آپ ان معاملات میں واقعی بہت مہارت رکھتے ہیں.... آپ نے تو مجھے چونکا کر رکھ دیا.... میرے خیال میں آپ نے درست نتیجہ ہی نکالا ہے.... بس ایک نقطے کی وضاحت

نہیں ہو سکی.... اگر آپ اس کی بھی وضاحت کر دیں تو میں خود مسٹر فیروز لاثانی کو ہتھکڑی لگانے کے حق میں ہوں گا"۔

"اور وہ کون سا نقطہ ہے جناب؟" بلاتا مسکرایا۔

"بہت ہی باریک سا لفظ.... جس کا آپ نے اپنے کیس میں کوئی ذکر نہیں کیا.... جب کہ میں سمجھتا ہوں.... آپ کو اس لفظ کا ذکر کرنا چاہیے تھا"۔

"آخر آپ کا اشارہ کس نقطے کی طرف ہے.... معلوم بھی تو ہو"۔

"مقتول کی مٹھی سے ملنے والا وہ کاغذ جس پر لفظ کھڑکی لکھا ہوا ہے.... آپ نے اس کی کوئی وضاحت نہیں کی"۔

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

☆○☆

گول پہلو

بلاتا کی آنکھیں انسپکٹر جمشید پر جم گئیں... وہ ٹکر ٹکر انہیں دیکھتا رہا... آخر بولا۔

"ہاں واقعی... میں یہ پہلو گول کر گیا تھا... اس لیے کہ اس نقطے کی وضاحت میں سوچ ہی نہیں سکا... میں نہیں جانتا... مقتول نے اپنے قلم سے مرتے وقت اس کاغذ پر لفظ کھڑکی کیوں لکھا"۔

"لیکن جب تک یہ معاملہ صاف نہیں ہو جاتا... ہم فیروز لاثانی کو ہتھکڑیاں نہیں لگا سکتے"۔

"میرا کیس تو بس اتنا ہی ہے... اگر آپ اس کیس کو کسی دوسری طرح لینا چاہتے ہیں تو اتریے میدان میں اور شروع کریں تفتیش"۔

"شکریہ! ہم ایسا ضرور کریں گے... کیونکہ کھڑکی والا معاملہ صاف ہونا بہت ضروری ہے... مقتول ہماری توجہ کھڑکی طرف دلانا چاہتا تھا... لیکن آپ نے کھڑکی پر کوئی توجہ نہیں دی"۔

"اس لیے کہ کھڑکی دوسری منزل پر ہے... اس میں سلاخیں لگی

ہوئی ہیں... اس طرف سے تو قاتل کے آنے کا کوئی امکان تھا ہی نہیں"۔

"ہاں! میں مانتا ہوں... لیکن پھر مقتول نے لفظ کھڑکی کیوں لکھا"۔

"یہ تو مقتول ہی بتا سکتا ہے"۔

"جی نہیں... مقتول کوئی بات بتانے کے قابل نہیں ہوتا... ہاں جو اشارات وہ چھوڑ جاتا ہے... وہ اشارات خود بخود بولتے ہیں... اور ہم ان شاء اللہ آپ کو بتائیں گے... کہ مقتول نے لفظ کھڑکی کیوں لکھا تھا؟"

"ضرور بتائیں... مجھے خوشی ہو گی... لیکن اس بات کو لکھ لیں کہ قاتل فیروز لاثانی ہی ہے"۔

"میں نے یہ نہیں کہا کہ قاتل فیروز صاحب نہیں ہیں... میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ کھڑکی کی وضاحت ہونی چاہیے"۔

"یہ وضاحت پھر آپ کریں"۔

"ہاں کیوں نہیں... اب باری آتی ہے ہماری... کھڑکی کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم سب سے پہلے چھت کا معائنہ کریں گے... اور چھت کا معائنہ آپ کی باری میں صرف بچوں نے کیا تھا... لہٰذا میں بھی چھت پر اپنے بچوں کو بھیجوں گا... تاکہ مقابلہ برابر کا ہو"۔

"بہت خوب! آپ کو مان گیا"۔ بلاتا مسکرایا۔

"محمود، فاروق اور فرزانہ فوراً کمرے سے نکل گئے۔

"ہم اس وقت تک مقتول کے کمرے کو چیک کر لیں ذرا"۔

"اب وہاں چیک کرنے والی کیا بات رہ گئی"۔

"شاید کوئی رہ گئی ہو... آئیے... ارے ہاں... آپ چاہیں تو اپنا کوئی بچہ ان کے ساتھ اوپر بھیج دیں"۔

"ضرور کیوں نہیں... لاری تم اوپر جاؤ"۔

"یس پاپا"۔ اس نے کہا اور فوراً اوپر چلا گیا۔

"وہ کمرۂ واردات میں آئے۔۔ انسپکٹر جمشید نے فوراً کھڑکی کا رخ کیا۔

"گھر کے دروازے بند تھے... کھڑکیاں بند تھیں... اس لیے اب تک زور اس بات پر دیا ہے کہ قاتل گھر کا ہی کوئی فرد ہے... لیکن ہمیں اس پہلو پر بھی غور کرنا ہو گا کہ اگر گھر کا کوئی فرد قاتل نہیں ہے تو پھر قاتل نے اپنا کام کیسے کیا... اور اس کا جواب میرے ذہن میں یہ آتا ہے کہ کھڑکی کے ذریعے"۔

"یہ کیا بات ہوئی"۔ بلاٹا نے منہ بنایا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ قاتل کسی طرح کھڑکی تک آ گیا اور اس نے بے آواز پستول سے اندر لیٹے احسان لاٹانی پر فائرنگ کی اور واپس چلا گیا"۔

"یہ کہنا آسان ہے... لیکن ذرا آپ غور کریں... پستول"۔ بلاٹا

کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاں ہاں کہیں نا... آپ رک کیوں گئے... پستول چھت سے ملا ہے... تو پھر قاتل پہلے چھت پر چڑھا... چھت سے وہ دوسری منزل کی کھڑکی تک آیا"۔

"لیکن کیسے... کیا ہوا میں اڑ کر"۔

"اس کا جواب میرے بچے دیں گے... چند منٹ تک آ جائیں گے... ہاں تو قاتل نے فائرنگ کی اور واپس چھت پر پہنچا... پستول وہاں گرایا... اور جس راستے سے آیا تھا... اس راستے سے چلا گیا"۔

"لیکن کس راستے سے... یہ بھی تو بتائیں نا"۔

"یہ میرے بچے بتائیں گے آ کر"۔

"چلئے خیر... لیکن فیروز کی جیب میں رومال پایا گیا ہے"۔

"ہاں! یہ مسئلہ بہت پیچیدہ ہے... خاص طور پر اس لیے بھی کہ اس رومال پر وہی بال موجود ہیں... جو پستول پر پائے گئے ہیں"۔

"اور خون کے چھینٹے"۔ بلاٹا نے جلدی سے کہا۔

"ہاں! خون کے چھینٹے بھی... لیکن ہمیں تھوڑی دیر کے لیے ایک بات فرض کرنا ہو گی"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب... کیا بات فرض کرنا ہو گی"۔

"یہ کہ قاتل فیروز نہیں ہے... یا گھر کا کوئی اور فرد نہیں ہے"۔

"اگر ہم یہ بات فرض کر بھی لیں تو پھر... اس سے کیا ہوتا

ہے؟"

"اس سے ہوتا یہ ہے کہ پھر ہم قاتل کی تلاش میں گھر سے باہر جا سکیں گے..... جب کہ اب تک ہم گھر میں ہی رہے ہیں"۔

"اس بات   آثار جو نہیں ملے"۔

"کھڑکی کا لفظ اس طرف اشارہ کرتا ہے"۔

"تب پھر..... کھڑکی کی طرف سے آنا فیروز کے لیے بھی ممکن تھا..... اگر کوئی دوسرا باہر سے آ سکتا ہے تو"۔ اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ہاں! یہ بات آپ کہہ سکتے ہیں..... خیر ہم"۔

عین اس وقت انہوں نے تیز قدموں کی آواز سنی..... پھر محمود، فاروق، فرزانہ اور لارمی اندر داخل ہوئے۔

"ہاں! بھئی..... کیا رہا"۔

"کھڑکی والی طرف منڈیر پر رسی کی رگڑ کے نشانات موجود ہیں..... اسی کمرے کے پچھلی طرف کھجوروں کا ایک بہت بڑا باغ ہے..... ان درختوں پر کھجوریں بے تحاشا لگی ہوئی ہیں اور ان گنت لوگ وہ کھجوریں اتارنے میں مصروف ہیں"۔ محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا مطلب..... یہ تم کھجوروں کے باغ کا کیا ذکر لے بیٹھے"۔ انسپکٹر جمشید نے ناخوشگوار انداز میں بولے۔

"جی وہ..... دراصل کھجوریں رسی کی سیڑھیوں پر چڑھ کر اتار رہے ہیں"۔ فرزانہ بولی۔

"تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے..... تم چھت کا جائزہ لینے گئے تھے یا کھجوروں کے باغ کا"۔ ان کا لہجہ ناخوشگوار ہو گیا۔

"جی وہ..... لگے ہاتھوں ہم نے کھجوروں کے باغ کا بھی جائزہ لے لیا"۔

"تم چھت کی سناؤ"۔ وہ بولے۔

"قاتل پہلے چھت پر چڑھا..... اس نے رسی کی سیڑھی کو چھت پر بنے ایک ستون سے باندھا اور کھڑکی کی طرف لٹکا دیا"۔

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہاں اباجان..... اسی لیے ہم کھجوروں کے باغ کا ذکر رہے تھے..... اس نے وہاں سے ایک رسی کی سیڑھی چرائی یا پھر کسی سے ویسے ہی مانگی..... یہ تو پوچھ گچھ کرنے پر پتا چلے گا"۔

"بہت خوب! مان گیا میں تمہیں..... آؤ..... جلدی کرو..... اس قتل کا سراغ ضرور باہر سے لگے گا"۔

وہ وہاں سے نکل کر صدر دروازے کی طرف بڑھے ہی تھے کہ فیروز لاثانی ان کے سامنے آ گیا..... اس نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا۔

"ہاں! کیا بات ہے؟" بلاتا بولا۔

"کیا ہم اپنے گھر میں ادھر ادھر بھی نہیں آ جا سکتے..... آپ کے ماتحت ہمیں اس کمرے تک رکھنا چاہتے ہیں"۔

"انہیں گھر کے اندر گھومنے پھرنے..... کھانے پکانے کی اجازت

ہے بھئی... ہاں گھر سے باہر یہ ابھی نہیں جا سکتے"۔

"او کے سر"۔

"اور ہاں مسٹر فیرو... یہ آپ کی کوٹھی کے عقب میں کھجوروں کا ایک بہت بڑا باغ ہے... وہ باغ کس کا ہے؟"

"جی بھائی جان کو گورنمنٹ کی طرف سے ملا ہوا ہے"۔

"اوہ... تو تب تو ٹھیک ہے... میرے لیے یہ خوشی کی خبر ہے"۔

"خوشی کی خبر... وہ کیسے؟" بلاٹا نے منہ بنایا۔

"دیکھئے جناب! آپ کی تفتیش کے دوران ہم لوگ بالکل خاموش رہے ہیں... اب آپ ہمیں بھی تو موقع دیں نا"۔

"ضرور ضرور کیوں نہیں"۔ اس نے کندھے اچکائے۔

وہ کوٹھی سے باہر نکل کر عقب کی طرف آئے... اور باغ کی طرف بڑھنے لگے... لیکن ابھی کھجوریں توڑنے والوں تک نہیں پہنچے تھے کہ انہیں ٹھٹک کر رک جانا پڑا... وہاں ایک کچا سا کمرہ موجود تھا اور اس کمرے میں دیوار سے رسی کی سیڑھیاں ہی سیڑھیاں لٹک رہی تھیں۔

"میرا خیال ہے... اب تو آگے جانے کی بھی ضرورت نہیں رہی... قاتل کو ان سے سیڑھی مانگنے کی ضرورتی نہیں تھی، ان کے سامنے آنے کی ضرورت نہیں تھی... وہ ان سب کی نظر بچا کر ایک سیڑھی یہاں سے اتار لے گیا... اور مکان کی چھت پر پہنچا"۔

"لیکن کیسے... دروازے تو اندر سے بند تھے"۔ بلاٹا نے طنزیہ کہا۔

"اوہ ہاں! آپ ٹھیک کہتے ہیں... دروازے اندر سے بند تھے... لہٰذا وہ اس پائپ کے ذریعے اوپر چڑھ گیا... انہوں نے چھت تک جاتے ایک پائپ کی طرف اشارہ کیا۔

"چلیے ٹھیک ہے... وہ سیڑھی لے کر اوپر پہنچ گیا... پھر اس نے کیا کیا"۔

"اس نے رسی کی سیڑھی کا اوپر والا حصہ اس ستون سے باندھا اور سیڑھی کھڑکی کی طرف لٹکا دی... اب نہایت آرام سے اس کے ذریعے کھڑکی تک پہنچا... اس نے پستول نکالا... بے آواز پستول اور فائرنگ کر دی... مقتول نے قاتل کو کھڑکی کی طرف سے فائر کرتے دیکھ لیا... مرتے مرتے وہ نشاندہی کر گیا کہ اسے قتل کھڑکی کی طرف سے کیا گیا ہے"۔

"اگر آپ کی یہ باتیں مان بھی لی جائیں تو پھر آپ کے لیے معاملہ الجھ جاتا ہے"۔ بلاٹا مسکرایا۔

"آپ کے خیال سے الجھ جاتا ہو گا... ہمارے خیال میں نہیں"۔ انسپکٹر جمشید بھی جواب میں مسکرائے۔

"خیر... صاحب... اپنا مجرم سامنے لائیں... مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے... لیکن اس بات کو لکھ لیں... قاتل فیرو لاثانی ہے"۔

"لکھنے کی ضرورت نہیں، مجھے یہ بات یاد رہے گی"۔ انہوں نے کہا اور اکرام کی طرف مڑے۔

"اکرام... قاتل نے رسی کی سیڑھی پر لٹک کر یہ کام کیا ہے... لہٰذا اس نے کھڑکی کی کوئی سلاخ ضرور پکڑی ہو گی... لہٰذا ان سلاخوں پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھوا لیے جائیں"۔

"او کے"۔

اب وہ کھجوریں توڑنے والے مزدوروں کی طرف بڑھنے لگے... وہ لوگ خوف زدہ ہو گئے... ان کے ہاتھ رک گئے۔

"آپ لوگ اپنا کام بند نہ کریں... اپنا حرج نہ کریں... ان دنوں کوئی نیا مزدور تو نہیں آیا؟" وہ بولے۔

"جی نیا مزدور... کیا مطلب؟"

"کوئی نیا مزدور تو آپ لوگوں میں شامل نہیں ہوا"۔

"یہاں تو روز مزدور آتے ہیں، جاتے ہیں... لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کون نیا ہے، کون پرانا... ہم سب لوگ مزدوری کرتے ہیں... کھجوریں اتارنے کی مزدوری جو کرنا چاہے... آ سکتا ہے"۔

"بہت خوب! تو آپ مستقل ملازم نہیں ہیں"۔

"جی نہیں... صبح کے وقت ٹھیکدار کام سمجھا کر چلا جاتا ہے... اب جو شخص جتنی کھجوریں اتارے گا... اسی کے مطابق اپنی اجرت وصول کرے گا... یعنی شام کو ہر شخص کی کھجوریں تولی جاتی ہیں"۔

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"ان حالات میں تو قاتل کے لیے حد درجے آسانی تھی... رات کو تو یہاں مزدور ہوتے نہیں، اس لیے اس کمرے سے ایک سیڑھی لی اور پائپ کے پاس آ گیا... اکرام... سلاخوں اور پائپ پر سے ملنے والے انگلیوں کے نشانات ضرور کسی پرانے کھلاڑی کے ہیں... اس قتل کے لیے دراصل اس کی خدمات حاصل کی گئی ہیں"۔

"تب تو آپ کا کام اور مشکل ہو گیا... کیونکہ قاتل اگر آپ کے خیال کے مطابق باہر کا کوئی آدمی ہے تو آپ کو یہ بھی بتانا ہو گا کہ فیروز لاثانی کی جیب سے وہ رومال کہاں سے آ گیا"۔

"اس کی وضاحت بھی ہو جائے گی"۔

ایک گھنٹے بعد اکرام نے آ کر بتایا۔

"انگلیوں کے نشانات ریکارڈ میں مل گئے ہیں اور ہمارے ریکارڈ کے مطابق احسان لاثانی صاحب کا قاتل جواری شاہ ہے"۔

"جواری شاہ... اوہ... پکڑ کر لے آؤ میرے پاس اس خبیث کو"۔ انہوں نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

"میں پہلے ہی توحید کو بھیج چکا ہوں"۔

"توحید کو... کیا مطلب... محمد حسین آزاد کو کیا ہو گیا"۔

"وہ مسلسل بیمار چلا آ رہا ہے... توحید اس کی جگہ بہت تیزی سے کام کر رہا ہے... اچھا نوجوان آدمی ہے... آپ دیکھیں گے تو خوش

ہوں گے"۔

"یہ بات ٹھیک ہے اباجان.... ہم مل چکے ہیں اس سے"۔

"اچھا خیر"۔

تھوڑی دیر بعد جواری شاہ ان کے سامنے کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا۔

"یہ بات تو ہم جان چکے ہیں کہ تم نے ہی رسی کی سیڑھی کے ذریعے احسان لاثانی کو قتل کیا ہے"۔

"اوہ"۔ وہ دھک سے رہ گیا۔

"لیکن.... سوال تو یہ ہے کہ ہمارے ملک کے اس قیمتی آدمی سے تمہیں کیا تکلیف پہنچی تھی.... کہ اس غریب کو موت کے گھاٹ اتار دیا؟"

"مجھے ان کی ذات سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی تھی جناب.... میں تو انہیں جانتا ابھی نہیں تھا.... مجھ سے تو یہ کام لیا گیا.... اور اس کام کے لیے مجھے دو لاکھ روپے دیئے گئے ہیں"۔

"اف ظالم.... تم نے دو لاکھ روپے کے بدلے ایک انسانی جان لے لی.... اور وہ بھی اس انسان کی جو ہمارے ملک کے لیے ازحد قیمتی تھا"۔

"میں نے نہیں.... اس شخص نے.... جس نے یہ کام میرے سپرد کیا تھا"۔

"افسوس.... صد افسوس.... اچھا خیر.... وہ کون تھا.... جس نے ایسا گندا کام کرایا"۔

"ہوٹل شامی کے کمرہ نمبر ۲۲۰ میں رہتا ہے وہ.... اسی کمرے میں اس نے مجھ سے ملاقات کی تھی"۔

"اکیلا تھا.... یا اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟"

"اکیلا"۔ اس نے بتایا۔

"اس کا حلیہ؟"

"میرا خیال ہے.... وہ میک اپ میں تھا.... کیونکہ اس نے اپنا چہرہ چھپانے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی.... اگر میک اپ میں نہ ہوتا تو پھر میرے سامنے نہیں آسکتا تھا"۔

"ہوں خیر.... تم میک اپ والا ہی حلیہ بتا دو"۔

"لمبا قد.... سڈول جسم.... نیلی آنکھیں.... چہرہ بھی لمبوترہ.... ناک لمبی.... بھویں آپس میں ملی ہوئیں.... رنگ سفید، بال سنہری.... ہونٹ سرخ و سفید اور پتلے پتلے"۔ وہ کہتا چلا گیا۔

"شکریہ.... تمہیں ہمارے ساتھ اس کمرے تک چلنا ہو گا"۔ یہ کہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر سب لوگ بڑی گاڑی میں بیٹھ کر ہوٹل شامی آئے"۔

ہوٹل شامی کا مینجر لاشاری انہیں دیکھ کر ان کی طرف دوڑ پڑا.... اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار طاری ہو گئے.... جب کبھی وہ

اس ہوٹل میں آتے تھے.... وہ مشکل میں ضرور پھنستا تھا.... اسی لیے وہ انہیں دیکھتے ہی گھبرا جاتا تھا۔

"ارے باپ رے.... اب میں کک کیا کہوں.... خوش آمدید"۔ اس نے گڑبڑا کر کہا۔

"کہہ تو دیا.... بس یہی کافی ہے ہمارے لیے"۔ فاروق خوش ہو گیا۔

"لل.... لیکن.... ہوا کیا ہے سر؟"

"قتل"۔ فاروق نے کہا۔

وہ بری طرح اچھلا.... آنکھوں میں دہشت پھیل گئی۔

"اس قدر خوف ناک مذاق تو نہ کریں"۔

"تو پھر ہمیں کمرہ نمبر ۲۲۰ تک لے چلیں"۔

"کک.... کمرہ نمبر بیس سو دو"۔ اس نے کانپ کر کہا۔

"اتنے کمرے آپ کے ہوٹل میں کہاں سے آ گئے.... نمبر ۲۲۰ میں لے چلیں"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

وہ انہیں کمرہ نمبر ۲۲۰ کے دروازے تک لے آیا.... دروازہ بند تھا.... لاشاری نے دستک دیتے ہوئے کہا۔

"جناب کمائے صاحب.... دروازہ کھولیے.... یہ دیکھیے.... کون لوگ آئے ہیں آپ سے ملنے.... اتنے بڑے لوگ کب کسی سے ملنے آتے ہیں.... یہ تو آپ کی قسمت ہے"۔

"کیا نام لیا آپ نے .... مسٹر شالاری"۔ فاروق چونک کر بولا۔

"اف.... شالاری نہیں لاشاری.... آپ لوگ کم از کم دوسروں کا نام تو درست لیا کریں"۔

"تو آپ لوگ ایسے نام رکھتے ہی کیوں ہیں"۔

"ہمارے خاندان میں اسی جیسے نام رکھتے ہیں"۔

"خیر خیر.... آپ دروازہ کھلوائیں"۔

لاشاری نے اب دروازہ دھڑ دھڑا ڈالا.... لیکن دروازہ نہ کھلا۔

"آپ اپنے والی چابی منگائیں نیچے سے"۔ انسپکٹر جمشید جل گئے۔

چابی لائی گئی.... اس کی مدد سے دروازے کو کھولا گیا.... انہوں نے دیکھا، کمرہ اندر سے بالکل خالی تھا.... کمرہ کرائے پر لینے والے کی کوئی چیز بھی اندر نہیں تھی.... صرف ہوٹل کی چیزیں.... میز، کرسیاں اور بستر موجود تھا.... الماریوں میں بھی صرف ہوٹل کی چیزیں موجود تھیں.... گویا وہ اپنا سامان سمیت لے گیا تھا۔

☆○☆

نشانات

"مجرم اڑنچھو ہو گیا.... اپنا سامان بھی لے گیا اور آپ کو خبر تک نہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے لاشاری کو گھورا۔

"ہوٹل کی انتظامیہ نہ کسی جانے والے کو روک نہیں سکتی.... اگر اس نے ہوٹل کے تمام بل چکائے ہوئے ہوں.... ہاں! اگر اس کے ذمے کچھ بل ہوں، تب اسے روکا جا سکتا ہے.... بلکہ اس صورت میں بھی اس کا سامان روک لیا جاتا ہے.... تاکہ وہ جا کر رقم کا انتظام کر سکے"۔

"یہ شخص یہاں کب سے ٹھہرا ہوا تھا؟"

"قریباً پندرہ دن اس نے یہاں گزارے ہوں گے"۔

"اور اپنا نام کیا لکھوایا تھا؟"

"نی ماتا"۔ اس نے بتایا۔

"گویا غیر ملکی تھا.... اس کا شناختی کارڈ وغیرہ تو جمع کیا ہو گا آپ نے"۔

"ہم صرف نمبر لکھتے ہیں.... کسی کا کارڈ نہیں رکھتے"۔

"تب وہ کارڈ بھی جعلی ہو گا.... لہٰذا اس کے نمبروں سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا"۔

یہ کہہ کر وہ اندر داخل ہو گئے.... اور خالی کمرے کا بھی غور سے جائزہ لیا.... پھر اکرام سے بولے۔

"میز، کرسیوں، دروازوں اور کھڑکیوں پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھوا لو.... بہت احتیاط سے.... کوئی نشان رہ نہ جائے"۔

"او کے سر"۔

"ابا جان.... یہ دیکھیے ذرا"۔ انہوں نے فرزانہ کی آواز سنی۔

وہ اس طرف مڑے.... فرزانہ میز کے پاس کھڑی تھی۔

"کیا میز پر کچھ ہے؟" وہ بولے۔

"جی ہاں.... میز پر کچھ ہلکے سے نشانات ہیں"۔

انہوں نے میز کے کنارے سے لگ کر ان نشانات کو بغور دیکھا.... میز کی سطح پر ہلکی سی میل کی تہہ جمی تھی.... اس میل پر کچھ نشانات بنے تھے۔

"یہ تو ایسا ہے.... جیسے کسی نے ناخن یا پن سے کچھ لکھنے کی کوشش کی ہو.... شاید یہ اس کی عادت ہو.... لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ نشانات اس سے پہلے کسی گاہک نے بنائے ہوں"۔ انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

"جی نہیں ابا جان.... یہ نہیں ہو سکتا"۔ محمود نے کہا۔

"یہ نہیں ہو سکتا... کیا نہیں ہو سکتا؟" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ اس کمرے میں پندرہ دن سے ٹھہرا ہوا تھا... اور میل کی یہ تہ پندرہ دونوں سے زیادہ دنوں کی نہیں ہو سکتی... کیونکہ مسٹر لاشاری... کیا میزوں کی صفائی نہیں ہوتی؟"

"ہوتی ہے صاحب... لیکن اصل صفائی اس وقت ہوتی ہے جب کوئی گاہک کمرہ خالی کر جاتا ہے اور نیا آنے والا وہ کمرے لیتا ہے... اب میز کی صفائی دم وغیرہ سے کرائی جائے گی... اس وقت اس پر کوئی نشان نہیں رہ جائے گا"۔

"ہوں... اس کا مطلب ہے... جب اس گاہک نی ماٹا کو [illegible] گیا تھا... اس وقت میز بالکل صاف تھی"۔

"جی ہاں بالکل"۔

"شکریہ... ہمارے لیے یہ اہم بات ہے"۔ وہ مسکرائے۔

اکرام کے ماتحتوں نے اپنا کام شروع کر دیا... تو وہ باہر نکل آئے۔

"مسٹر بلاٹا... ایسا معلوم ہوتا ہے... کہ آپ یہ مقابلہ ہار جائیں گے... کیونکہ اس قتل کا تعلق... ہوٹل کے اس کمرے میں ٹھہرے ہوئے نامعلوم شخص سے تھا... وہ اب غائب ہے... ہمیں تمام راستوں کی چیکنگ کرانا ہو گی... اگر وہ ہماری چیکنگ سے بچ کر پہلے ہی نکل

نہیں گیا تو ابھی اس کی گرفتاری کے امکانات ہیں... ورنہ پھر اسے گرفتار کرنے کے لیے ہمیں ملک سے باہر جانا ہو گا"۔

"کیا کہا... ملک سے باہر؟"

"ہاں... ملک سے باہر... چھوڑیں گے تو خیر ہم اسے نہیں"۔

"اس کا مطلب ہے... اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے"۔

"ہاں! لیکن آپ ہمارے بدستور مہمان رہیں گے... صبح تک ہم اس شخص کو گرفتار نہ کر سکے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ ملک سے باہر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا"۔

"او کے... ہم صبح تک ضرور انتظار کریں گے... ویسے ہمارا مجرم اب بھی فیروز لاثانی ہی ہے"۔

"ٹھیک ہے... آپ اپنا کام ختم کر چکے... ہمارا کام رہتا ہے"۔

"اور صبح کے اخبارات میں بھی اس مقابلے کی خبریں موجود ہوں گی... یہ بھی سوچ لیں"۔

"اللہ مالک ہے... ویسے آپ کو اس حد تک نہیں جانا چاہیے تھا... بس آپ ہم سے مقابلہ طے کر لیتے"۔

"یوں کیا مزا آتا"۔

"آئیے چلیں... اکرام... تم تمام راستوں کی ناکہ بندی کرا دو... اور اس حلیے کے مطابق اندازے لگا کر چیکنگ شروع کرا دو"۔

"آپ فکر نہ کریں سر... اگر وہ ملک سے باہر چلا نہیں گیا تو پھر

میں اسے گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا"۔ اکرام بولا۔

"آپ سے ایک دو سوالات پوچھ سکتا ہوں"۔ ایسے میں بلاٹا کی آواز ابھری۔

"ضرور.... کیوں نہیں"۔ وہ بولے۔

"اگر فیروز لاثانی قاتل نہیں ہے.... تب پھر اس کی جیب سے وہ رومال کیوں نکلا جس سے پستول کو صاف کیا گیا ہے.... اور اس رومال پر خون کے باریک ترین چھینٹے کیوں ہیں؟؟"

"اس پر حیرت ہمیں بھی ہے.... ہماری باری تو اب آئی ہے.... لہٰذا اب ہم فیروز لاثانی سے سوالات کریں گے.... ویسے کیا آپ بھی میرے ایک سوال کا جواب دینا پسند کریں گے؟؟"

"ضرور.... کیوں نہیں"۔ اس نے بھی ان کے انداز میں کہا۔

"اگر فیروز لاثانی قاتل ہے.... تو مقتول نے لفظ کھڑکی اپنے ہاتھ سے کیوں لکھا تھا.... اس بات کا قتل کی واردات سے آخر کیا تعلق ہے؟؟"

"میں ابھی تک نہیں سمجھ سکا"۔

"اس طرح آپ کا کیس کمزور ہو گیا ہے"۔

"ہاں! کمزور ہو گیا ہے.... لیکن کیس آپ کا بھی مضبوط نہیں.... آپ تو ابھی تک کسی کو گرفتار تک نہیں کر سکے"۔ اس نے طنزیہ کہا۔

"ہمارا جو مجرم ہے.... وہ مفرور ہے.... لیکن ہم بہت جلد اسے

گرفتار کر لیں گے اور جونہی وہ گرفتار ہو گا.... ہمارا کیس مکمل.... اس لیے کہ ہمارے کیس میں کھڑکی کی وضاحت ملتی ہے"۔

"لیکن رومال کی وضاحت نہیں ملتی"۔ بلاٹا نے فوراً کہا۔

"جب کیس مکمل ہو گا تو اس میں وضاحت ہو گی.... آپ کیس مکمل کر چکے اور کھڑکی کی وضاحت نہیں کر سکے"۔ انہوں نے پرسکون انداز میں کہا۔

"خیر خیر.... دیکھا جائے گا.... اب کیا پروگرام ہے؟؟"

"آپ اگر ہمارے ساتھ رہنا چاہیں تو ہمارا گھر حاضر ہے.... اور اگر علیحدہ رہنا چاہتے ہیں، تو آپ کا انتظام سرکاری ریسٹ ہاؤس میں کیا جا سکتا ہے"۔

"نہیں! ہم آپ لوگوں کے ساتھ ہی رہنا پسند کریں گے.... ذرا لطف رہے گا"۔

"اچھی بات ہے"۔

اور پھر وہ رات بیت گئی.... دوسرے دن کے اخبارات کی یہ خبریں پورے شہر کو حد درجے دلچسپ لگیں.... انہوں نے ان خبروں کو بار بار پڑھا۔ پھر اخباری رپورٹرز نے ان سب کو گھیرے میں لے لیا.... اور دونوں پارٹیوں سے سوالات کی بوچھاڑ شروع ہو گئی.... شام کے اخبارات نے دونوں پارٹیوں کی الگ الگ تفتیش شائع کی.... اخبارات فوراً فروخت ہو گئے.... ادھر اکرام ابھی تک اس غیر ملکی کا سراغ نہیں

لگا سکا تھا جو ہوٹل شامی کے کمرہ نمبر ۲۲۰ میں ٹھہرا ہوا تھا.... لہٰذا ان کی بھی تفتیش کی گاڑی رکی ہوئی تھی.... اگر کھڑکی والا معاملہ پیش نہ آجاتا تو اس وقت تک بلاٹا اور اس کے بچے اپنے کیس کے مکمل ہونے کا واضح اعلان کر چکے تھے.... لیکن چونکہ ابھی تک وہ کھڑکی کی وضاحت نہیں کر سکے تھے، اس لیے ان کا کیس بھی مکمل نہیں سمجھا جا رہا تھا.... وہ کھڑکی کے مسئلے کو حل کرنے کے چکر میں تھے.... تاکہ اس جھنجھٹ سے نجات مل جائے.... لیکن یہ مسئلہ انہیں چکر پر چکر دے رہا تھا اور کوئی وضاحت ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی.... لیکن دوسرے دن بلاٹا نے بلند آواز میں اعلان کیا۔

"میں نے کھڑکی کا مسئلہ حل کر لیا"۔

"اوہو اچھا.... ذرا ہم بھی تو سنیں"۔

سب اس کے گرد جمع ہو گئے.... اس کے چہرے پر ایک شوخ مسکراہٹ تھی.... اس کے بچوں کے چہرے بھی مسکرا رہے تھے۔

"مقتول نے گولیاں کھانے کے بعد بڑی مشکل سے ایک کاغذ لیا.... قلم کھولا اور اس پر لفظ کھڑکی لکھا.... اس کے ساتھ ہی اس کی جان نکل گئی.... مسئلہ تو واضح ہو گیا.... ہم تو بلاوجہ پریشان ہو رہے تھے۔"

"کیسے واضح ہو گیا؟"

"فیروز لاثانی نے یہ قتل بالکل اسی طرح کیا ہے.... جس طرح

آپ نے بیان کیا ہے.... اور اس نے یہ سارا ڈراما اس لیے کیا تاکہ یہ خیال کیا جاتا رہے کہ قاتل باہر سے آیا تھا.... وہ گھر کا کوئی فرد نہیں تھا.... لیکن پستول چھت پر گرانے سے پہلے اس نے رومال سے اس کو اچھی طرح صاف کر دیا.... یہ ہے کل کہانی.... مقتول کو مرنے سے پہلے یہ اشارہ دینے کا خیال آگیا کہ اس پر فائرنگ کھڑکی سے کی گئی ہے.... وہ بھی قاتل کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا.... ورنہ قاتل کا نام لکھ دیتا"۔

"خیر.... اس کا جواب تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر انہوں نے قاتل کو زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا تو اس کا نام بھی کس طرح لکھ سکتے تھے"۔

"بہر حال.... میرا کیس مکمل ہے"۔

"آئیے.... پھر ذرا اس بارے میں فیروز لاثانی سے بات کر لیں"۔

"ضرور.... کیوں نہیں"۔

اور وہ لاثانی ہاؤس پہنچ گئے.... سب نے انہیں سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"آخر کار مسٹر فیروز.... ہمارے دوست بلاٹا نے آپ کو مکمل طور پر قاتل ثابت کر دیا ہے"۔

"جی.... کیا فرمایا.... مکمل طور پر قاتل.... جب کہ قتل میں نے نہیں کیا"۔ اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"مسٹر بلاٹا کا کہنا یہ ہے کہ اس رومال کی موجودگی میں آپ کو کوئی عدالت بے گناہ قرار نہیں دے گی"۔

"اور وہ کھڑکی کہاں جائے گی"۔

"کھڑکی کا حل بھی انہوں نے ڈھونڈ لیا ہے"۔

"حل.... ڈھونڈ لیا ہے.... کیا مطلب؟"

"مسٹر بلاٹا.... وضاحت آپ کریں"۔

"میں اہم پہلو چھوڑ گیا تھا.... آپ بہت زیادہ چالاک ہیں.... آپ نے سوچا کہ اگر گھر کے تمام دروازے بند ہوتے ہوئے واردات ہوئی.... تو شک گھر کے افراد پر جائے گا.... اور گھر میں سے بھی صرف آپ پر شک کیا جائے گا.... لہٰذا آپ نے ایسے حالات پیدا کیے کہ یہ کام باہر کے کسی آدمی کا نظر آئے.... جب سارا گھر سو رہا تھا.... آپ خاموشی سے باہر نکل گئے.... سیڑھیوں والے کمرے سے ایک سیڑھی لی.... اس کو لے کر چھت پر آئے.... آپ کو کھڑکی کی طرف سیڑھی لگانے کی ضرورت نہیں تھی.... کیونکہ آپ تو دروازے کے راستے آ سکتے تھے.... جا سکتے تھے.... رسی کی سیڑھی سے اوپر نشانات بنائے.... اور عین کھڑکی کے اوپر بنائے.... تاکہ معلوم ہو، کسی نے سیڑھی پر چڑھ کر یہ کام کیا ہے.... پھر سیڑھی وہاں سے واپس اس کمرے میں رکھ دی.... واردات کی اور پستول رومال سے صاف کر کے چھت پر ڈال دیا.... تاکہ معلوم ہو.... قاتل چھت کے راستے آیا تھا.... ادھر مقتول کو کھڑکی لفظ

لکھنے کا موقع مل گیا.... اب بتائیے.... اس سارے معاملے میں کیا جھول رہ جاتا ہے.... اور دنیا کی کون سی عدالت آپ کو بری کر دے گی.... ان حالات کی بنا پر تو آپ کو فوراً مجرم تسلیم کر لیا جائے گا"۔

"لیکن! میں نے اپنے بھائی کو قتل نہیں کیا.... مجھے آخر ایسا کرنے کی ضرورت کیا تھی؟" اس نے کہا، پھر وہ ان کی طرف مڑا۔

"آپ.... آپ کیا کہتے ہیں انسپکٹر صاحب.... آپ یہ تفتیش غیروں سے کیوں کرا رہے ہیں؟"

"ہمیں مجبور کر دیا گیا ہے.... گویا آپ نے اخبارات نہیں پڑھے"۔ وہ بے چارگی کے عالم میں مسکرائے۔

"ہاں پڑھے ہیں.... وہ سب بھی مجھے ہی مجرم گردان رہے ہیں.... بے کوئی تک"۔ اس نے جھلا کر کہا۔

"آپ کے پاس اگر اپنی بے گناہی کا کوئی ثبوت ہے تو وہ آپ پیش کر دیں"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"میرے پاس"۔ وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

"ہاں! آخر آپ اس رومال کی وضاحت کیوں نہیں کر دیتے"۔

"مم.... میں.... رومال کی وضاحت؟" اس نے اکھڑے اکھڑے انداز میں کہا۔

"ہاں! کیا آپ نے رومال سے پستول صاف کیا تھا"۔

"ہاں! کیا تھا"۔ آخر اس نے فوراً کہہ دیا۔

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"وہ مارا... ثبوت مکمل ہو گیا"۔ بلاٹا چلا اٹھا۔

"نن نہیں... یہ بات نہیں ہے... البتہ میں نے رومال سے پستول ضرور صاف کیا تھا... میں اتفاق سے کمرۂ واردات کی طرف نکل آیا تھا... سو میں نے دیکھا... بھائی جان قتل ہوئے پڑے تھے... اور پاس ہی وہ پستول پڑا تھا... میں غیر ارادی طور پر پستول اٹھالیا... ساتھ ہی میں گھبرا گیا... کہ پستول پر میری انگلیوں نے نشانات لگ گئے ہیں اور اب پولیس مجھے مجرم خیال کرے گی... لہٰذا میں فوراً چھت پر پہنچا اور اپنے رومال سے پستول صاف کر کے وہاں ڈال دیا... باقی مجھے کچھ معلوم نہیں کہ بھائی جان کو کس طرح قتل کیا گیا"۔

"کہانی آپ نے اچھی گھڑی ہے... بہرحال عدالت میں سنا دیجئے گا... اگر جج صاحب آپ کی کہانی پر اعتبار کر لیں گے تو شاید آپ کو چھوڑ دیں... ویسے امکانات نہیں ہیں"۔ بلاٹا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر فیروز! کہیں آپ جھوٹ تو نہیں بول رہے؟" انسپکٹر جمشید نے اس کی طرف بغور دیکھا۔

"جھوٹ... کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"آپ نے بتایا تھا کہ آپ جیب میں رومال رکھنے کے عادی نہیں... پھر آپ کی جیب میں رومال کہاں سے آگیا"۔

"بس... اس وقت اتفاق سے موجود تھا"۔

"وہ اس لیے کہ اس روز انہیں قتل جو کرنا تھا"۔ بلاٹا نے کہا۔

"دیکھئے... رومال والی بات اگر جھوٹ ہے تو اس وقت وضاحت کر دیں... ورنہ آپ پھنس جائیں گے"۔

"جھوٹ نہیں... میں نے رومال سے پستول صاف کیا تھا"۔

"اچھا جیسے آپ کی مرضی... اکرام... انہیں گرفتار کر لو... کیونکہ بلاٹا صاحب کا کیس مکمل ہو گیا ہے"۔

"اور آپ کا... کیا آپ کا کیس بھی یہی نہیں ہے... کہ مجرم فیروز ہے"۔

"مجھے ابھی تک ہوٹل شاہی میں ٹھہرے ہوئے شخص ٹی ماٹا کی تلاش ہے... جب تک وہ نہیں مل جاتا... میں یقین سے کوئی بات نہیں کہہ سکتا"۔

"آپ کی مرضی... ہم تو پھر صبح آپ کے ملک سے چلے جائیں گے... اور اس کیس کے بارے میں اخبارات کو اپنا بیان دے کر جائیں گے"۔

وہ اٹھ کھڑے ہوئے... ہر کوئی سوچ میں گم تھا... فیروز کا منہ لٹکا ہوا تھا... مارے فکر کے اس سے سانس بھی اچھی طرح نہیں لیا جا رہا تھا... وہ کمرے سے نکلنے لگے... ایسے میں فرزانہ کمرے میں ہی کھڑی رہ گئی... جب سب نکل گئے اور فرزانہ نہ نکلی تو فاروق واپس پلٹا۔

"کمرے نے پکڑ لیا ہے کیا... اب آؤ بھی"۔

"ہاں! پکڑ لیا ہے"۔ فرزانہ بولی۔

"کیا کہا... پکڑ لیا ہے... ارے تو خود کو اس سے چھڑا لو... یہ کمرہ ہے... کوئی جن تو ہے نہیں"۔

"تم بھی کیا بات کرتے ہو"۔ فرزانہ جل گئی۔

"کیا مطلب... کیا کہنا چاہتی ہو"۔

"یہ کمرہ ہے کوئی جن نہیں... حالانکہ تم جانتے ہو... آج کل جن سے کوئی چیز چھڑانا آسان ہے... کمرے سے چھڑانا آسان نہیں"۔

"لگیں اوٹ پٹانگ باتیں کرنے"۔

"ارے بھئی... کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو... ادھر ابا جان جل بھن رہے ہیں"۔ محمود کی آواز سنائی دی۔

"یہ فرزانہ... کمرے کی جان نہیں چھوڑ رہی"۔ فاروق بولا۔

"غلط... بالکل غلط... کمرہ میری جان نہیں چھوڑ رہا"۔

"کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"اندر آ کر دیکھ لو"۔ وہ بولی۔

اب تو دونوں حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے... کیونکہ فرزانہ پر عجیب سی کیفیت تھی... وہ فوراً اندر آ گئے... فرزانہ میز سے لگی کھڑی تھی۔

"ہاں فرزانہ... اب بتاؤ... کیا بات ہے"۔

"تم تینوں آ رہے ہو یا میں جاؤں"۔ باہر سے انسپکٹر جمشید کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ج... جی... وہ... وہ فرزانہ"۔ فاروق ہکلایا۔

"وہ فرزانہ نہیں... یہ فرزانہ... ساتھ تو کھڑی ہے"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"ابا جان... آپ بھی آ کر ذرا یہ نشانات دیکھ لیں"۔

"کیسے نشانات؟" انہوں نے فوراً کہا اور تیزی سے اندر آئے اور پھر ان کی نظریں میز کی سطح پر جم گئیں۔

ان کی آنکھیں مارے حیرت اور خوف کے پھیلتی چلی گئیں۔

☆○☆

خوف

وہ باہر نکلے تو بلاٹا اور اس کے بچے اپنی کار میں بیٹھے ان کا انتظار کر رہے تھے۔

"آپ کہاں رہ گئے تھے؟"

"کیس نے پکڑ لیا تھا ہمیں"۔ فاروق بولا۔

"کیا مطلب.... کیس نے پکڑ لیا تھا.... یہ کیا بات ہوئی؟" لاری کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں جناب.... کیس نے پکڑ لیا تھا.... کبھی کبھی ہمارے ساتھ یہ کیس حضرات ایسا بھی کرتے ہیں"۔

"آپ لوگ اوٹ پٹانگ باتیں کرنے کے عادی ہیں.... یہ بات ہم جانتے ہیں"۔ لاری نے منہ بنایا۔

"اگر جانتے ہیں تو پھر جھگڑا کیا؟"

"لیکن کچھ آداب بھی ہوتے ہیں.... ہم باہر کھڑے رہ کر آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور آپ ہیں کہ اندر رک گئے"۔

"آپ کھڑے رہ کر تو نہیں.... بیٹھ کر انتظار کر رہے ہیں"۔

فاروق نے فوراً کہا۔

"اچھا اب چلیے"۔

"وہ گھر آ گئے.... بلاٹا اور اس کے بچوں نے اپنے کمرے کا رخ کیا.... لیکن جانے سے پہلے بلاٹا نے کہا۔

"صبح پریس کانفرنس ہو گی اور اس کے بعد ہم یہاں سے رخصت ہو جائیں گے"۔

"جیسے آپ کی مرضی"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"رات کا کھانا آپ ہمارے ساتھ کھائیں گے.... یا اپنے کمرے میں کھانا پسند کریں گے"۔ فرزانہ بولی۔

"آپ لوگوں کے ساتھ ہی کھا لیں گے.... آخری بار"۔ بلاٹا مسکرایا۔

"شکریہ.... کہ آپ نے مہمانی کا شرف ہمیں بخشا"۔ انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اور پھر وہ اپنے کمرے کی طرف چلے گئے.... تھوڑی دیر بعد کھانا لگ گیا.... محمود گیا اور مہمانوں کو بلا لایا.... کھانے سے فارغ ہو کر بھی انہوں نے چند منٹ ادھر ادھر کی باتیں کیں.... اس دوران فرزانہ اور محمود نے مہمانوں کے کمرے میں جا کر کمرہ درست کر دیا۔

آخر وہ سونے کے لیے اٹھ گئے.... دوسرے دن ناشتے کی میز پر ملاقات ہوئی۔

"آپ نے اخباری رپورٹروں کو فون کر دیا یا نہیں"۔ بلاٹا بولا۔

"جی ہاں! ادھر ہم کھانے سے فارغ ہوں گے..... ادھر وہ آ جائیں گے"۔

"بہت خوب! کیا آپ نے اس کیس کی حد تک اپنی شکست مان لی ہے"۔

"ہاں! اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟"

"ہار مان لینا بھی بڑائی کی نشانی ہے"۔

"آپ اپنے مجرم کو گرفتار نہیں کر سکے"۔ بلاٹا نے ہنس کر کہا۔

"اس کا افسوس رہے گا"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

انہوں نے خاموشی سے ناشتا کیا جب کہ بلاٹا اور اس کے بچے خوب چہک رہے تھے..... بار بار وہ طنز کر رہے تھے..... ادھر وہاں اخباری نمائندوں کی آمد شروع ہو گئی..... ان سب کے چہروں پر الجھن نظر آ رہی تھی..... وہ نہیں جانتے تھے..... انہیں کیوں بلایا گیا ہے..... آخر ڈرائنگ روم میں سب کے سامنے بلاٹا کھڑا ہو گیا..... اس کے بچے بھی کھڑے ہو گئے..... اور اس نے یہ تقریر شروع کی۔

"آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں..... ہمارے اور انسپکٹر جمشید کے درمیان ایک مقابلہ طے ہوا تھا..... اس مقابلے کی تفصیلات تمام شائع ہو چکی ہیں..... پہلے نمبر پر میں نے تفتیش شروع کی تھی..... اور اپنا مجرم میں نے بتا دیا تھا..... اب اس کے خلاف ثبوت بھی مکمل ہو چکے

ہیں..... پہلے مقتول کے ہاتھ کا لکھا ہوا لفظ کھڑکی الجھن کا سبب بن گیا تھا، لیکن اب اس کا معاملہ بھی صاف ہو گیا ہے..... لیجیے اس کی تفصیل بھی سن لیں"۔

اور اس نے کھڑکی کی وضاحت شروع کر دی..... سب لوگ خاموشی سے سنتے رہے اور نوٹ لیتے رہے..... یہاں تک کہ تمام تفصیلات بتا کر بلاٹا خاموش ہو گیا..... پورا مجمع ان کی طرف متوجہ تھا۔

"اب..... آپ لوگوں کے ذہن میں اگر کوئی خیال باقی ہو..... کوئی الجھن، کوئی سوال ہے تو بتائیں..... میں اس کا بھی جواب دینے کے لیے تیار ہوں"۔

"میرا خیال ہے..... آپ کا کیس بالکل مکمل ہے..... اس میں کوئی کمی نہیں..... کوئی جھول نہیں..... عدالت کی نظروں میں بھی مسٹر فیروز لاثانی ہی مجرم قرار پائیں گے..... اور اپنی سزا کو پہنچیں گے"۔ ایک رپورٹر نے کہا۔

"نن نہیں..... نہیں"۔ فیروز لاثانی چلا اٹھا۔

..... اخباری نمائندوں کے ساتھ اس گھرانے کو بھی بلایا گیا تھا۔

"پھر کیا..... اب ہمیں اجازت ہے؟" ایک رپورٹر نے کہا۔

"جی نہیں..... ابھی آپ لوگ نہیں جا سکتے..... ابھی آپ نے میرا کیس نہیں سنا"۔ ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

سب ان کی طرف پلٹ پڑے۔

"کیا مطلب.... کیا ابھی آپ بھی اپنا کیس پیش کریں گے؟"

"ہاں ضرور.... کیوں نہیں"۔

"لیکن کیا فائدہ.... آپ کے پاس تو کوئی مجرم نہیں ہے"۔

"مجرم نہ ہو.... لیکن اگر فیروز لاثانی کی بجائے مجرم کوئی اور ہے اور وہ مفرور ہے تو کیا ان کو اس بنیاد پر کہ چونکہ وہ مفرور ہے.... لہٰذا فیروز کو گرفتار کر لیا جائے.... کیا ایسا کرنا درست ہو گا"۔ انہوں نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن شرط یہ ہے کہ مجرم واقعی کوئی اور"۔

"ہاں! میں ثابت کر دوں گا مجرم کوئی اور ہے.... اور فیروز لاثانی بالکل بے گناہ ہے"۔

"تب پھر آپ اس رومال کا کیا کریں گے؟" بلاثا نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"میں رومال کی وضاحت بھی کروں گا.... آپ فکر نہ کریں"۔ وہ مسکرائے۔

"تو پھر دیر کس بات کی.... کریں ثابت"۔ بلاثا نے برا سا منہ بنایا۔

"شکریہ.... اکرام جواری شاہ اور ہوٹل کے مینجر شاہی لاشاری کو اندر لے آؤ"۔

"او کے سر"۔

جلد ہی یہ دونوں بھی اس کمرے میں موجود تھے.... ان کے چہروں پر بھی خوف نظر آ رہا تھا۔

"مسٹر لاشاری.... اگر تمہارے سامنے اس ہوٹل کا گاہک آئے تو کیا تم پہچان لو گے"۔

"جی ضرور.... کیوں نہیں.... نہ پہچاننے والی بھلا کون سی بات ہے.... لیکن میرا خیال ہے کہ وہ میک اپ میں تھا"۔

"اسی میک اپ میں اگر تمہیں دکھایا جائے تو؟"

"ضرور پہچان لوں گا"۔

"تب پھر میں اپنی کہانی شروع کرتا ہوں.... مکان کا جائزہ لینے پر ہمیں کھڑکی کی سلاخوں پر انگلیوں کے نشانات ملے تھے.... کیونکہ فائرنگ کھڑکی کی طرف سے کی گئی تھی.... اور قاتل رسی کی سیڑھی کے ذریعے کھڑکی تک آیا تھا.... لہٰذا فائر کرنے کے لیے اسے سلاخ کو پکڑنا لازمی تھا.... چنانچہ اس نے بائیں ہاتھ سے سلاخ پکڑی اور دائیں سے فائرنگ کر دی.... اس نے پستول پر سائیلنسر چڑھا رکھا تھا.... جو اس نے چھت پر پہنچ کر نکال کر پھینک دیا.... اور پستول پر سے اپنی انگلیوں کے نشانات مٹا دیئے.... اس کے بعد وہ اسی راستے سے واپس چلا گیا.... کیوں جواری شاہ.... یونہی ہوا ہے نا"۔

"یس سر"۔ اس نے کانپ کر کہا۔

"اس کے بعد جواری شاہ کا کہنا یہ ہے کہ اس نے یہ کام کسی

کے کہنے پر کیا ہے اور یہ سچ ہے.... جواری شاہ کرائے کا قاتل ہے.... اس نے ایک نامعلوم آدمی سے دو لاکھ روپے لے کر یہ کام کیا ہے.... اس نے بتایا ہے کہ اس آدمی نے اس سے ہوٹل شامی کے کمرہ نمبر ۲۲۰ میں ملاقات کی تھی.... اور یہ سودا طے کیا تھا.... کمرہ نمبر ۲۲۰ میں واقعی ایک پراسرار آدمی ٹھہرا ہوا تھا.... اس بات کی گواہی ہوٹل شامی کے مینجر لاشاری صاحب بھی دیتے ہیں.... لیکن اب، وہ پراسرار آدمی غائب ہے.... اب سوال یہ ہے کہ وہ پراسرار آدمی کون ہے.... جواب تو ہمیں بس اس کا دینا ہے.... اگر وہ آدمی فیروز لاثانی ہے.... تو پھر فیروز لاثانی ہی قاتل ہے.... اور اگر وہ فیروز لاثانی نہیں ہے تو پھر قاتل بھی کوئی اور ہے"۔

"لیکن انسپکٹر صاحب.... آپ بھول رہے ہیں.... فیروز لاثانی کی جیب سے ایک رومال ملا ہے.... اس رومال پر پستول صاف کرنے کے نشانات موجود ہیں.... اور اس رومال پر فیروز صاحب کے بال بھی ملے ہیں.... یہی بال پستول پر بھی پائے گئے ہیں.... آپ نے اس کی وضاحت نہیں کی"۔ بلاٹا نے جلدی جلدی کہا۔

"ہاں واقعی.... میں نے اس کی وضاحت نہیں کی.... مجھے پہلے اس کی وضاحت کرنی چاہیے تھی.... خیر اب میں پہلے اس کی وضاحت کرتا ہوں"۔

"بہت خوب"۔ لاشاری بول اٹھا۔

"مسٹر فیروز لاثانی.... اب وقت آگیا ہے کہ آپ سچ بول دیں"۔

"جی.... کیا مطلب.... میں سچ بول دوں.... اور میں نے جھوٹ کب بولا؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ اب تک رومال کے بارے میں جھوٹ ہی تو بولتے رہے ہیں"۔

"نن نہیں"۔ وہ اچھل پڑا۔

"جی ہاں! آپ جھوٹ بولتے رہے ہیں.... لیکن اب آپ کو سچ بولنا پڑے گا.... آپ کے دماغ میں جو ایک خوف بیٹھا ہوا ہے.... میں کہتا ہوں.... اس کو نکال کر باہر پھینک دیں.... اس لیے کہ آپ کے گھر کا کوئی فرد بھی مجرم نہیں ہے"۔

"کیا!!!" وہ چلا اٹھا۔

"ہاں! آپ اب تک اپنی بھابی کو مجرم خیال کرتے رہے ہیں.... اور یہ خیال کرتے رہے ہیں کہ انہوں نے یہ کام اپنے بڑے بھائی کے کہنے میں آکر کیا ہے اور پستول رگڑا ہوا رومال دراصل انہوں نے آپ کی جیب میں رکھ دیا ہے.... جب کہ ایسا نہیں ہے"۔

"کیا مطلب.... کیسا نہیں ہے"۔

"اس رومال کے بارے میں آپ کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ یہ آپ کی جیب میں ہے.... جب مسٹر بلاٹا نے تلاشی لی اور یہ آپ کی

جیب سے نکلا تو آپ دھک سے رہ گئے.... آپ کے اوسان خطا ہو گئے.... پہلا خیال آپ کے دماغ میں یہ آیا کہ آپ کی بھابی نے یعنی احسان لاثانی صاحب کی بیوی نے.... یہ رومال آپ کی جیب میں رکھ دیا ہے تاکہ ان کی جگہ آپ پھنس جائیں.... اور یہ کہ یہ جرم انہوں نے کیا ہے.... اس خیال کے آتے ہی آپ نے رومال کے بارے میں خاموشی اختیار کرلی"۔

"تت.... تو.... کیا.... رومال میری بھابی نے میری جیب میں نہیں رکھا"۔

"نہیں.... رومال تو مجرم نے آپ کی جیب میں رکھا تھا.... جب آپ سو رہے تھے.... اس نے ایک دو آپ کے بال بھی رومال کو لگا دیئے اور پستول پر بھی لگا دیئے.... پھر رومال آپ کی جیب میں رکھ کر چلا گیا"۔

"کیا مطلب.... آخر جواری شاہ کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" بلاٹا بولا۔

"جواری شاہ.... تمہیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" انسپکٹر جمشید اس کی طرف مڑے۔

"مجھے اس نامعلوم آدمی نے یہی ہدایت دی تھی"۔

"کیا!!!" وہ چلا اٹھے۔

"ہاں جناب.... بالکل یہی بات ہے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

والوں کو دے کر ہوٹل میں چھان بین کرنے کے لیے بھیج دیں گے.... اس طرح ہمیں وہ کمرہ مل جائے گا جس میں ان لوگوں نے قیام کیا ہو گا.... اب ظاہر ہے.... مسٹر بلاٹا ان سے ان کے کمرے میں تو ضرور ملاقات کرتا رہا ہو گا.... لہٰذا اس کی میز پر بھی نشانات مل جائیں گے۔ کہیں مسٹر بلاٹا.... کیا آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ اپنے جرم سے انکار کر سکیں"۔

بلاٹا کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا.... اس کا سر جھک چکا تھا.... اس کی ساری شوخی' تیزی' طراری ہوا ہو چکی تھی.... اور شو مارنے کا بھوت تو کب کا رفوچکر ہو چکا تھا۔

"ان کی خاموشی پکار پکار کر کہہ رہی ہے.... انہوں نے اپنا جرم قبول کر لیا ہے.... ان کے بچے بھی اس جرم میں ان کے شریک ہیں.... لہٰذا انہیں بھی گرفتار کیا جائے گا.... افسوس تو اس بات کا ہے کہ انہوں نے ہمارا ایک بہت قیمتی ہیرا ضائع کیا ہے.... افسوس.... صد افسوس"۔ ان کی آواز جذبات کے بوجھ تلے دب گئی۔

"اور.... چاروں مقابلہ بھی ہار گئے.... شروع میں تو بہت شور مچا رہے تھے"۔ فاروق مسکرایا۔

"منصوبہ جو بنا کر لائے تھے.... اور ان کا خیال تھا.... منصوبہ ان کا ناکام نہیں ہو سکتا.... کامیاب ہو کر رہے گا.... اور ہم فیروز لاثانی کو ہی بطور قاتل گرفتار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے.... لیکن انہیں معلوم

"اس کا مطلب یہ ہے.... وہ نامعلوم آدمی چاہتا تھا کہ اس کی جگہ فیروز لاثانی پھنس جائیں"۔

"واہ! یہ ہوئی نا بات.... میں کب سے کہ رہا ہوں.... یہ میرا جرم نہیں.... لیکن آپ سننے کے لیے تیار ہی نہیں تھے"۔

"یہ بات نہیں.... ہم سن رہے اور غور کر رہے تھے.... آپ بھی تو رومال کے بارے میں خاموشی اختیار کر گئے تھے.... یا پھر جھوٹ بول رہے تھے"۔

"اور میں کیا کرتا.... میرے خیال میں یہ واردات بھابی صاحبہ نے کی تھی اور مجھے پھنسانے کے لیے انہوں نے رومال میری جیب میں رکھ دیا تھا.... اور میں نہیں چاہتا تھا.... پولیس ان پر شک کرے.... انہیں گرفتار کرے.... یہ جیل جائیں.... لہٰذا میں نے رومال والی بات دبا لی"۔

"اف فیروز.... تم مجھے ایسا خیال کرتے ہو.... میں ایسا کر سکتی بھی بھلا.... جس نے اپنے بڑے بھائی کے خطوط کبھی آپ لوگوں سے نہیں چھپائے"۔

"ہاں! یہ بات تو ہے.... ارے تو پھر.... آخر مجرم کون ہے.... کیا ان کا بھائی؟" فیروز چلا اٹھا۔

"ان کا بھائی ایسا چاہتا ضرور ہے.... لیکن خود اس میں ایسا کرنے کی جرات نہیں.... قتل جیسا جرم کرنے سے وہ گھبراتا ہے.... البتہ وہ

نہیں تھا.... پوری احتیاط سے تیار کردہ منصوبے بھی کوئی نہ کوئی خامی رہ جاتی ہے.... ان لوگوں کو کیا معلوم تھا کہ مقتول کاغذ پر کھڑکی کا لفظ لکھ کر مرے گا.... یہ تو سب اللہ کی قدرت کے کام ہیں.... انسان کی طاقت کے نہیں.... نہ انسان کی عقل کے کام ہیں"۔

چلیے جناب.... اب بڑے گھر کی سیر کرنے کے لیے تیار ہو جائیں.... آپ جیسے بڑے لوگوں کے لیے بڑا گھر ہی مناسب رہتا ہے.... وہاں آپ کو تنگی کا احساس نہیں ہوتا ہے.... جی ہاں اور کیا"۔ فاروق جلدی جلدی کہ رہا تھا اور باقی مسکرا رہے تھے۔

☆○☆

چاہتا تھا۔۔۔ اس کے لیے یہ کام اس کی بہن کر ڈالے۔۔۔ اور بہن ہی جیل جائے۔۔۔ لیکن وہ بے وقوف ہے۔۔۔ اس طرح اسے کوئی فائدہ بھی نہیں تھا"۔

"فف۔۔۔ فائدہ۔۔۔ ارے ہاں۔۔۔ مجرم نے آخر بھائی جان کو قتل کر کے کیا فائدہ اٹھایا۔۔۔ یہ بات تو سامنے آئی ہی نہیں"۔

"اب اس بات کے ہی سامنے آنے کی باری ہے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"بہت خوب۔۔۔ تو پھر بتایئے نا"۔

"احسان لاثانی۔۔۔ ہمارے ملک کا ایک روشن ستارہ تھا۔۔۔ بہت تیزی سے سائنس کے میدان میں آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔ ان کے آگے بڑھنے کی رفتار کو دیکھ کر پروفیسر داؤد جیسوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ ایک دن دنیا کا بہت بڑا سائنس دان بننے والا ہے۔۔۔ اور چونکہ وہ تھا بھی بہت زیادہ محب وطن۔۔۔ لہٰذا وہ وطن کے لیے ہی کام کرنے والا تھا۔۔۔ ایسے لوگ اسلام دشمنوں کی نظروں میں بہت کھٹکتے ہیں۔۔۔ ایسے لوگ اگر ان کی گود میں گرنے والے ہوں۔۔۔ ان کی انگلیوں پر ناچنے والے ہوں۔۔۔ تب تو وہ انہیں برداشت کرتے ہیں۔۔۔ ورنہ ختم کرنے کے چکر میں پڑ جاتے ہیں۔۔۔ احسان لاثانی کی ترقی کی رفتار انہیں بہت چبھنے لگی۔۔۔ تو انہوں نے منصوبہ بنایا۔۔۔ انہیں ختم کرنے کا۔۔۔ یہاں کے حالات کا جائزہ لیا گیا۔۔۔ ان کے گھریلو حالات کو دیکھا گیا۔۔۔ اور پھر قتل

کا منصوبہ بنایا گیا۔۔۔ اس طرح کہ اصل مجرم کی طرف کسی کا دھیان تک نہ جائے۔۔۔ زیادہ سے زیادہ ان کے چھوٹے بھائی کو بطور مجرم گرفتار کر لیا جائے اور اگر کسی شک کی بنا پر وہ چھوٹ جائے تو بھی اصل مجرم نہ پکڑا جا سکے۔۔۔ وہ پھر بھی محفوظ کا محفوظ رہے۔۔۔ اور شاید وہ محفوظ رہتا اگر وہ اپنی شو مارنے پر نہ اترتا"۔

"جی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ شو مارنے پر؟" وہ چونکے۔

"ہاں! شو مارنے پر۔۔۔ اسے اپنی شہرت کی پڑی ہوئی تھی۔۔۔ وہ ایک پنتھ دو کاج کرنا چاہتا تھا۔۔۔ ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ چاہتا تھا۔۔۔ وہ قتل بھی کرے اور ہمارے ملک میں لوگوں کی نظروں میں ہیرو بھی بن جائے"۔

"یہ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ قتل کرنے والا ہیرو بھی بن جائے"۔ ایک صاحب بولے۔

"اس کی کوشش یہی تھی۔۔۔ اور اس نے کامیاب کوشش کی۔۔۔ لیکن کھڑکی اس کے گلے کا پھندہ بن گئی۔۔۔ اگر مقتول ایک کاغذ پر لفظ کھڑکی لکھ کر نہ مرا ہوتا تو شاید وہی ہوتا جو اس نے سوچا تھا۔۔۔ لیکن وہ کھڑکی ہمیں لے گئی جواری شاہ تک اور جواری شاہ ہمیں لے گیا ہوٹل شاہی تک۔۔۔ اور ہوٹل شاہی کے کمرہ نمبر ۲۲۰ میں وہ نامعلوم آدمی ٹھہرا ہوا تھا۔۔۔ جس نے جواری شاہ کے ذریعے یہ کام کرایا تھا۔۔۔ لیکن یہ کام کرانے کے ساتھ ہی وہ ہوٹل سے فرار ہو گیا تھا۔۔۔ اور چونکہ ہوٹل

میں وہ میک اپ میں تھا اور اب اس نے اپنا میک اپ اتار دیا تھا.... لہٰذا وہ خود کو ہر طرح سے محفوظ خیال کر بیٹھا اور جب کوئی مجرم خود کو ہر طرح محفوظ خیال کر بیٹھے تو سمجھ لیں.... وہ مارا گیا.... کیونکہ یہ اس کی سب سے بڑی غلطی ہوتی ہے.... اور اس نے بھی یہ سب سے بڑی غلطی کی.... خود کو بالکل محفوظ خیال کر بیٹھا اور ہم نے اس کا سراغ لگا لیا"۔

"کیا مطلب.... سراغ لگا لیا؟"

بلاٹا زور سے اچھلا.... اس کی آنکھوں میں حیرت کی بجائے خوف پھیل گیا۔

☆○☆

فیصلہ

چند سیکنڈ تک خاموشی رہی.... پھر انسپکٹر جمشید مسکراتے ہوئے بولے۔

"اب آپ سے کیا چھپانا.... جب ہم نے ہوٹل شاہی کے کمرہ نمبر ۲۲۰ کی میز کو بغور دیکھا تو اس پر ناخن سے کچھ نشانات بنے ہوئے پائے گئے تھے"۔

"ناخن سے نشانات.... کیسے نشانات؟" بلاٹا بولا۔

"بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے.... کوئی نہ کوئی حرکت کرتے رہنے کی.... آپ لوگوں نے دیکھا ہو گا.... کچھ لوگوں کو ٹانگیں ہلاتے رہنے کی عادت ہوتی ہے.... کچھ لوگ کوئی چیز پکڑ کر جہاں بیٹھے ہوں.... وہاں کچھ لکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں.... یا انگلی سے کچھ لکھنے لگتے ہیں.... سو ہمارے مجرم کی بھی یہ عادت ہے.... جہاں بیٹھے ہوں گے.... وہاں ناخن سے کچھ لکھنا شروع کر دیں گے.... اب یہ ایک عادت ہے.... اس سے پیچھا چھڑانا بعض اوقات لوگوں کے بس کی بات نہیں ہوتی.... ہو سکتا ہے.... مجرم صاحب نے آج تک اپنی اس عادت پر توجہ

نہ دی ہو... توجہ دی ہو تو کوشش کے باوجود چھڑا نہ سکے ہوں... یا پھر
جب انہوں نے دیکھا کہ عادت تو کسی طرح چھوٹنے کا نام نہیں لیتی...
لہٰذا ختم کرو... ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر کون دھیان دیتا ہے... لیکن
آج یہی عادت ان کے گلے کا پھندا بن گئی ہے... بلاٹا صاحب... آپ
کے گلے کے لیے پھندا تیار ہے"۔

"کیا!!!" سب لوگ چلائے۔

"ہاں جناب... ہوٹل کی میز پر ناخن سے جس قسم کے نشانات
بنے ہوئے ہیں... بالکل ویسے ہی نشانات آپ ہمارے گھر کی میز پر دیکھ
سکتے ہیں... ہم نے باقاعدہ ان کے نشانات اٹھوائے ہیں... آپ چاہیں
تو یہ فوٹو دیکھ لیں... چاہیں تو ہمارے ساتھ ہوٹل چل کر اور پھر اندر
چل کر نشانات خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور پھر جواری شاہ نے بتایا
ہے کہ اسے کندھے اچکانے کی بہت عادت ہے... ہمارے مہمان کو بھی
کندھے اچکانے کی بہت عادت ہے... بات بات میں کندھے اچکاتے
ہیں... مسٹر بلاٹا... کیا آپ اب بھی انکار کریں گے کہ یہ جرم آپ نے
کیا ہے... ویسے تو ابھی ہم آپ کے خلاف مزید ثبوت حاصل کریں
گے... آپ کے بچوں نے کسی اور ہوٹل میں قیام کیا تھا... احتیاط کے
طور پر جب تک واردات نہیں ہو گئی... آپ لوگ ایک دوسرے سے
نہیں ملے تھے... کیونکہ بعد میں میرے ہاں جو جمع ہونے کا پروگرام
تھا... ہم اس ہوٹل کا سراغ لگا لیں گے... ان کی تصاویر سادہ لباس

والوں کو دے کر ہوٹل میں چھان بین کرنے کے لیے بھیج دیں گے...
اس طرح ہمیں وہ کمرہ مل جائے گا جس میں ان لوگوں نے قیام کیا ہو
گا... اب ظاہر ہے... مسٹر بلاٹا ان سے ان کے کمرے میں تو ضرور
ملاقات کرتا رہا ہو گا... لہٰذا اس کی میز پر بھی نشانات مل جائیں گے...
کہیں مسٹر بلاٹا... کیا آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ اپنے جرم سے انکار
کر سکیں"۔

بلاٹا کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا... اس کا سر جھک چکا
تھا... اس کی ساری شوخی' تیزی' طراری ہوا ہو چکی تھی... اور شو
مارنے کا بھوت تو کب کا رفوچکر ہو چکا تھا۔

"ان کی خاموشی پکار پکار کر کہہ رہی ہے... انہوں نے اپنا جرم
قبول کر لیا ہے... ان کے بچے بھی اس جرم میں ان کے شریک ہیں...
لہٰذا انہیں بھی گرفتار کیا جائے گا... افسوس تو اس بات کا ہے کہ انہوں
نے ہمارا ایک بہت قیمتی ہیرا ضائع کیا ہے... افسوس... صد افسوس"۔
ان کی آواز جذبات کے بوجھ تلے دب گئی۔

"اور... چاروں مقابلہ بھی ہار گئے... شروع میں تو بہت شور مچا
رہے تھے"۔ فاروق مسکرایا۔

"منصوبہ جو بنا کر لائے تھے... اور ان کا خیال تھا... منصوبہ ان
کا ناکام نہیں ہو سکتا... کامیاب ہو کر رہے گا... اور ہم فیروز لاثانی کو
ہی بطور قاتل گرفتار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے... لیکن انہیں معلوم

نہیں تھا.... پوری احتیاط سے تیار کردہ منصوبے بھی کوئی نہ کوئی خامی رہ جاتی ہے.... ان لوگوں کو کیا معلوم تھا کہ مقتول کاغذ پر کھڑکی کا لفظ لکھ کر مرے گا.... یہ تو سب اللہ کی قدرت کے کام ہیں.... انسان کی طاقت کے نہیں.... نہ انسان کی عقل کے کام ہیں"۔

چلئے جناب.... اب بڑے گھر کی سیر کرنے کے لیے تیار ہو جائیں.... آپ جیسے بڑے لوگوں کے لیے بڑا گھر ہی مناسب رہتا ہے.... وہاں آپ کو تنگی کا احساس نہیں ہوتا ہے.... جی ہاں اور کیا"۔ فاروق جلدی جلدی کہہ رہا تھا اور باقی مسکرا رہے تھے۔

☆○☆